علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حل شدہ امتحانی پرچہ (گیس پیپر) کورس کوڈ : 315

معاشیات سطح : ایف اے / آئی کام

سوال نمبر 1 (الف) خالی جگہیں پر کریں۔ (10)

(i) انسانی حاجات کو پورا کرنے والی چیزوں کو معاشیات میں **اشیاء** کہا جاتا ہے۔

(ii) مخلوط معاشی نظام **سرمایہ داری اور اشتمالیت** کی خوبیوں کا مرکب ہے۔

(iii) جب صارف کسی شے کا استعمال کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ جائے کہ اسے کوئی تسکین حاصل نہ ہو تو اس کو مختتم افادہ **صفر** کے برابر ہوگا۔

(iv) معاشیات میں طلب سے مراد ایسی خواہش جس میں دو شرائط موجود ہوں (الف) **قیمت** (ب) **طلب**

(v) جس نسبت سے کسی شے کی قیمت تبدیل ہو اگر اس نسبت سے زیادہ رسد تبدیل ہو جائے تو رسد کی لچک اکائی سے **زیادہ** ہوگی۔

(ب) مندرجہ ذیل میں کسی ایک آپریشن کو چنیے۔ (10)

(i) آمدنی کا وہ حصہ جو ضروریات زندگی حاصل کرنے پر خرچ کیا جائے بچت کہلاتا ہے۔ غلط

(ii) جدید تحقیق کے مطابق موجودہ نظام سرمایہ داری کی ابتدا 1550ء میں ہوئی۔ غلط

(iii) قانون تقلیل افادہ مختتم کا اطلاق حصول علم کی خواہش پر نہیں ہوتا۔ صحیح

(iv) خط طلب کسی شے کی قیمت اور اس کی مقدار طلب کے درمیان مثبت تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ غلط

(v) قیمت محفوظ سے مراد ایسی قیمت جس سے کم قیمت پر فروخت کار شے کو فروخت کرنے پر تیار نہ ہو۔ صحیح

کاشان اکیڈمی 0334-5504551
Download From Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

1۔ معاشیات میں ایک شے کی اپنے بدلے دوسری اشیاء حاصل کرنے کی طاقت کو **قدر** کا نام دیا جاتا ہے۔

2۔ مخلوط معاشی نظام میں تین طرح کے شعبے بیک وقت کام کرتے ہیں سرکاری، نیم سرکاری اور **نجی** شعبہ۔

3۔ اگر تین روٹیوں کا اوسط افادہ 10 اکائی ہو تو کل افادہ = **30** ہوگا 10

4۔ نقطی لچک کی پیمائش کا فارمولا = $\frac{\Delta q}{P} \times \frac{P}{q}$ اور قوسی لچک کی پیمائش کا فارمولا =

$$\frac{\frac{q0-q1}{q0+q1}}{\frac{P0-P1}{P0+P1}} = \frac{\frac{1م-0م}{1م+0م}}{\frac{1ق-0ق}{1ق+0ق}}$$

5۔ جن اشیاء کی قیمت میں معمولی تبدیلی ان کی رسد میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کرے تو ان کی رسد **اکائی سے زیادہ** کہلاتی ہے۔

ب:۔ مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک آپشن کو چنیے۔

1۔ آدم سمتھ نے اپنی معاشیات کی تعریف کرتے ہوئے کس چیز پر زور دیا؟ **درست**

2۔ اسلامی نظام معیشت میں سودی لین دین حرام ہے۔ **درست**

3۔ معاشی قوانین اخذ کرنے کے پانچ طریقے ہیں۔ **غلط**

4۔ استقرائی طریقے میں ہم خاص سے عام کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں۔ **درست**

5۔ کیا رسد اور ذخیرہ ایک ہے چیز کے دو نام ہیں۔؟ **غلط**

سوال نمبر 2:۔ علم معاشیات سے متعلق پروفیسر رابنز کی تعریف بیان کریں۔ نیز اس تعریف کا ایک تقابلی جائزہ مارشل اور آدم سمتھ کی پیش کردہ تعریف سے کیجیے۔

پروفیسر رابنز نے 1934 میں معاشیات کی تعریف پیش کی۔ پروفیسر رابنز نے بیان کیا کہ معاشرے میں رہتے ہوئے انسان سب سے اہم معاشی زندگی گزارتا ہے جس کے چار اوصاف ہیں۔ معاشی زندگی کی چار خصوصیات درج ذیل ہیں:

ا۔ انسانی خواہشات کثیر ہیں۔ ۲۔ ان خواہشات کو پورا کرنے والے وسائل محدود ہیں۔ ۳۔ انسان کی تمام ضروریات یکساں اہم نہیں ہوتیں۔ ۴۔ وسائل کو متبادل طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ڈاکٹر مارشل اور پروفیسر رابنز کی تعریف کا تقابلی جائزہ:

1۔	ڈاکٹر مارشل نے صرف ان انسانی اعمال کو علم معاشیات کے دائرے میں شامل کیا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہوتا ہے۔	پروفیسر رابنز علم معاشیات میں ایسے شخص کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں جو معاشرے سے دور جنگلوں میں رہتا ہو لیکن محدود ذرائع کی بدولت معاشی مسئلہ سے دوچار ہو۔
2۔	ڈاکٹر مارشل صرف ایسی سرگرمیوں کو معاشیات کا موضوع بحث بناتے ہیں جو مادی لوازمات کے حصول کیلئے ہوں۔ اس طرح انہوں نے علم معاشیات کا دائرہ محدود کر دیا ہے۔	پروفیسر رابنز علم معاشیات کے دائرے میں مادی اور غیر مادی دونوں قسم کے لوازمات کو حاصل کرنے کی معاشی جدوجہد کو شامل کرتے ہیں جس میں معاشیات کے موضوع کو وسعت نصیب ہے۔
3۔	ڈاکٹر مارشل نے اپنی تعریف کی بنیاد مادی فلاح و بہبود کو بنایا ہے اور صرف ان انسانی اعمال کا ذکر کیا ہے جو مادی زندگی کو خوشحال بناتے ہیں۔	پروفیسر رابنز نے بے شمار خواہشات اور محدود ذرائع کے درمیان ایک رشتہ قائم کرتے ہوئے علم معاشیات کے دائرہ تحقیق کو وسعت بخشی ہے۔
4۔	ڈاکٹر مارشل کی تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک معاشرتی علم ہے اور یہ تعریف علم برائے علم کی بجائے انسان کی فلاح و بہبود پر زور دیتی ہے۔	پروفیسر رابنز نے علم معاسیات کو ایک سائنس کا درجہ دیا ہے اور اسے غیر جانبدار علم کہتے ہوئے پسند اور ناپسند کے سوال سے بالاتر رکھا ہے۔
5۔	ڈاکٹر مارشل نے اپنی تعریف میں لفظ فلاح کا کئی بار ذکر کیا ہے۔ ماہرین اس کے مفہوم کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق انسان کی ذہنی کیفیت سے ہوتا ہے جس کی عددی پیمائش ممکن نہیں۔	پروفیسر رابنز کی تعریف زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا تصور بیان نہیں کیا گیا جس کی پیمائش ممکن نہ ہو۔
6۔	ڈاکٹر مارشل اور اس کے پیروکاروں نے انسانی فلاح و بہبود پر زور دیا ہے۔	پروفیسر رابنز کی تعریف میں معاشی ترقی اور منصوبہ بندی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

آدم سمتھ اور پروفیسر رابر

آدم سمتھ کی تعریف دراصل ان چار شعبوں پر پھیلی ہوئی ہے جنہیں پیدائش دولت، تبادلہ دولت، تقسیم دولت، صرف دولت کہا جاتا ہے۔ آدم سمتھ کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے پہلی مرتبہ انسان کی معاشی سرگرمیوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا اس کے مطابق یہ چاروں سرگرمیاں ازل سے ابد تک جاری رہیں گی۔ انسان ہونے کی حیثیت سے ہر شخص کی کچھ نہ کچھ ضروریات ہیں۔ ان ضروریات کو پورا کرنے کیلئے انسان دولت کا محتاج ہے۔ دولت انسان کو کام کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ جب وہ کام کرتا ہے تو اس کا یہ فعل پیدائش دولت کہلاتا ہے اور جب وہ دولت کے ذریعے اپنی احتیاجات کی تسکین کا انتظام کرتا ہے تو یہ حرکت صَرف دولت کہلاتا ہے۔ اس طرح دولت کا حصول انسانی معاشی سرگرمیوں کا مقصد قرار دیا جاتا ہے۔	انسانی خواہشات کثیر ہیں۔ ان خواہشات کو پورا کرنے والے وسائل محدود ہیں۔ انسان کی تمام ضروریات یکساں اہم نہیں ہوتیں۔ وسائل کو متبادل کے طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ **کثیر احتیاجات:** انسان معاشرتی جانور ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے اسے گونا گوں چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے حاجات کا یہ سلسلہ یونہی رواں دواں رہتا ہے۔ محدود ذرائع لامحدود احتیاجات کو پورا کرنے کی غرض سے انسان جب اپنے ذرائع پر نظر ڈالتا ہے تو اسے یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوتی ہے۔ چنانچہ متعدد اغراض کی تشفی کی خاطر وہ اپنے وسائل میں کفایت پر مجبور ہے۔ **ضروریات کی غیر یکساں اہمیت:** نہ صرف انسان کی ضروریات لامحدود ہیں بلکہ ان کی اہمیت بھی ایک جیسی نہیں۔ انشورنس وغیرہ کی اہمیت یکساں نہیں ہے۔ وسائل کا متبادل استعمال ضروریات کو تسکین دینے والے ذرائع نہ صرف قلیل ہیں یعنی کوئی بھی ذریعہ ایک سے زائد اغراض کے بعد اب ہم معاشی مسئلہ کی طرف آتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اسلام کے معاشی نظام سے مراد ''اخلاقی اور قانونی ضابطے ہیں جن کی بدولت صَرف دولت، پیدائش دولت، تبادلہ دولت اور تقسیم دولت کی سرگرمیوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ یہ ضابطے انسان کیلئے اس کے خالق حقیقی نے بنائے ہیں۔ ان ضابطوں پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔

۱۔خدائی نظام: نظام سرمایہ داری، اشتراکیت اور اشتمالیت سب انسان کے بنائے ہوئے معاشی نظامات ہیں۔ اس کے برعکس اسلام کے معاشی نظام کو اللہ تعالیٰ نے خود تشکیل دے دیا ہے۔ اس لیے یہ نظام ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے۔ **۲۔اعتدال اور توازن:** سرمایہ داری اور اشتمالیت دونوں انتہا پسند نظام ہیں۔ اسلام ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ دکھاتا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام میں نہ تو فرد کی انفرادی حیثیت کو ختم کیا جاتا ہے اور نہ ہی اجتماعیت کے مفادات کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔ **۳۔حلال وحرام کی تمیز:** اسلام کے معاشی نظام میں کسب معاش اور صَرف دولت کے سلسلے میں حلال اور حرام میں تمیز کردی گئی ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں انسان حرام کا راستہ اختیار نہ کرے۔ **۴۔ارتکاز دولت کی ممانعت:** چند ہاتھوں میں ہوجاتا ہے لیکن اسلام نے زکوٰۃ اور اپنے قانونِ وراثت کے ذریعے دولت کے چند ہاتھوں میں سمٹ کررہ جانے کی بجائے اس کا معاشرے کے زیادہ افراد کے استعمال میں آنے کا انتظام کیا ہے۔ **۵۔نجی ملکیت کا جداگانہ تصور:** یہ تصور پیش کیا جاتا ہے کہ ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور جائیداد اور دوسری اشیاء انسان کی ملکیت میں امانت کے طور پر دی گئی ہیں۔ چنانچہ مطلق نجی ملکیت کا تصور اسلام کے منافی سمجھا جاتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کے عارضی مالکین پر ان کے استعمال کے بارے میں کچھ پابندیاں لگادی ہیں۔

یہ نظام دنیا کے بہت سے ممالک میں رائج ہے۔ یہ نظام اپنی نوعیت اور ترکیب کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ اس کے تحت لوگوں کو نہ صرف معاشی حقوق کی ضمانت دی جاتی ہے بلکہ ان سے عہدہ برآ ہونے کے پورے مواقع بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ نجی ملکیت کا حق اور کاروباری آزادی کا حق اس نظام کی اہم خصوصیات ہیں۔ اس نظام میں حکومت اپنے آپ کو زیادہ تر دفاع اور امن عامہ کے کاموں تک محدود رکھتی ہے جبکہ لوگ اپنی معاشی جدوجہد میں مکمل طور پر آزاد ہوتے ہیں۔ بعض اوقات حکومت معاشی پالیسیوں کے ذریعے پیداواری سرگرمیوں، ملکی ذرائع کے استعمال، صَرف دولت اور سرمایہ کاری کا رخ متعین کرتی ہے۔ لہٰذا ''نظام سرمایہ داری ایک ایسا معاشی نظام ہے جس میں ایک ملک کے تمام پیداواری ذرائع اور وسائل افراد کی نجی ملکیت میں ہوتے ہیں اور افراد حکومت کی جانب سے عائد کردہ قانون حدود کے اندر ذرائع پیدائش کو بروئے کار لاتے ہوئے پیدائش دولت کے عمل کو آزادانہ طور پر جاری رکھتے ہیں۔''

پروفیسر شمپیٹر کی تحقیق کے مطابق نظام سرمایہ داری کی ابتدا 1550ء میں ہوئی ہے۔ انہوں نے اس نظام کا تجزیہ کرنے کے بعد اس کی مندرجہ ذیل الفاظ میں تعریف کی ہے: ''ایک معاشرہ اس وقت سرمایہ دارانہ نظام معیشت کا حامل ہوتا ہے۔ جب اس کا معاشی لائحہ عمل نجی کاروباری افراد کے ہاتھ میں ہو۔ یعنی اولاً ذرائع پیدائش مثلاً زمین، کانیں، صنعتی پلانٹ اور آلات نجی ملکیت میں ہوں اور ثانیاً نجی ملکیت کے تحت معرض وجود میں آنے والی پیدائش دولت کا مقصد نجی منافع ہو۔''

۶۔کاروبار کی آزادی: نظام سرمایہ داری میں ہر شخص کو ہر قسم کا پیشہ اختیار کرنے کی آزادی ہوتی ہے جبکہ نظام اشتمالیت میں پیشوں کی تقسیم معاشی منصوبہ بندی کے تحت ہوتی ہے لیکن اسلام میں کسی قسم کا پیشہ اختیار کرنے سے پہلے حرام اور حلال کی تمیز کرنا ضروری ہوتا ہے۔ **۷۔غیر سودی نظام:** اسلامی معاشی نظام میں سودی کاروبار کی اجازت نہیں ہوتی جبکہ نظام سرمایہ داری کی بنیاد کلی طور پر سود ہے اور اشتراکیت میں بھی سودی کاروبار کی اجازت ہوتی ہے۔ دوسرے معاشی نظاموں کے مقابلے میں اسلامی معاشی نظام کے جداگانہ پہلوؤں سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ ایک بہتر اور منفرد معاشی نظام ہے جس سے نہ صرف دنیاوی زندگی کے تقاضے پورے ہوتے ہیں بلکہ آخرت بھی سنور جاتی ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق موجودہ نظام سرمایہ داری کی ابتدا سنہ 1898ء میں ہوئی جسے پروان چڑھانے کیلئے نت نئی ایجادات نے اہم کردار سرانجام دیا ہے۔ عمرانی علوم کی لغت میں جدید نظام سرمایہ داری کو مندرجہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

''نظام سرمایہ داری کی اصطلاح ایک ایسے معاشی نظام کیلئے استعمال کی جاتی ہے جس میں معاشی زندگی کا زیادہ تر حصہ، یا مخصوص معاشی مقابلے کے ذریعے پیدائش دولت کیلئے کی جانے والی سرمایہ کاری کی ملکیت، نجی ہاتھوں میں ہوتی ہے۔''

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوالنمبر 3:۔نظام اسلامی معیشت اور سرمایہ داری کی تعریف کیجیے۔نیز ان دونوں نظاموں میں جو فرق ہے واضح کریں۔

سرمایہ داری: ''ایک معاشرہ اس وقت سرمایہ دارانہ نظام معیشت کا حامل ہوتا ہے جب اس کا معاشی لائحہ عمل نجی کاروباری افراد کے ہاتھ میں ہو۔یعنی اولاً ذرائع پیدائش مثلاً زمین، کانیں، صنعتی پلانٹ اور آلات نجی ملکیت میں ہوں اور ثانیاً نجی ملکیت کے تحت معرض وجود میں آنے والی پیدائش دولت کا مقصد نجی منافع ہو۔''

نظام اسلامی معیشت: اسلام کے معاشی نظام سے مراد ''اخلاقی اور قانونی ضابطے ہیں جن کی بدولت صَرف دولت، پیدائش دولت، تبادلہ دولت اور تقسیم دولت کی سرگرمیوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔یہ ضابطے انسان کیلئے اس کے خالق حقیقی نے بنائے ہیں۔ان ضابطوں پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔''

نظام اسلامی معیشت اور سرمایہ داری میں فرق:

سوال نمبر 2- نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت نظام میں فرق کو واضح کیجیے۔ (20)

جواب۔

نظام سرمایہ داری:۔ یہ نظام دنیا کے بہت سے ممالک میں رائج ہے۔یہ نظام اپنی نوعیت اور ترکیب کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔

پروفیسر شمپیٹر کے مطابق:۔ ''ایک معاشرہ اس وقت سرمایہ دارانہ نظام معیشت کا حامل ہوتا ہے۔جب اس کا معاشی لائحہ عمل نجی کاروباری افراد کے ہاتھ میں ہو۔یعنی اولا ذرائع پیدائش مثلاً زمین، کانیں، صنعتی پلانٹ اور آلات نجی ملکیت میں ہوں۔اور ثانیا، نجی ملکیت کے تحت معرض وجود میں آنے والی پیدائش دولت کا مقصد نجی منافع ہو''۔

عمرانی علوم کی لغت میں جدید نظام سرمایہ داری کو مندرجہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

''نظام سرمایہ داری کی اصطلاح ایک ایسے معاشی نظام کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔جس میں معاشی مقابلے کے ذریعے پیدائش دولت کے لئے کی جانے والی سرمایہ کاری کی ملکیت، نجی ہاتھوں میں ہوتی ہے''۔

نظام سرمایہ داری کے ارتقاء اور اس کی افزائش کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہوئے اس نظام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1) عدم مداخلت یا آزادانہ کاروبار کا نظام:۔

2) منضبط کاروبار کا نظام:۔

نظام سرمایہ داری کی خصوصیات:۔

1) نجی ملکیت کا تصور:۔ اس نظام میں نجی ملکیت کے حق کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔کیونکہ اشیاء خدمات پیدا کرنے کے قدرتی اور غیر قدرتی ذرائع لوگوں کی ذاتی ملکیت میں ہوتے ہیں۔وہ انہیں زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

2) کاروبار کی آزادی :۔ نظام سرمایہ داری کے تحت ہر شخص کاروبار اور پیشے کے انتخاب میں آزاد ہوتا ہے۔وہ اپنے ذرائع پیداوار کو جس طرح سے چاہیے، استعمال کرسکتا ہے۔

3) مقابلہ:۔ نظام سرمایہ داری کے تحت معاشی زندگی کے ہر پہلو میں مقابلے کا عنصر موجود ہوتا ہے۔جس کی بدولت یہ نظام پھلتا پھولتا ہے۔اور بہتر معاشی کارکردگی سے لوگوں کا معیار زندگی بلند ہونے لگتا ہے۔

4) صارفین کی حکمرانی:۔ نظام سرمایہ داری میں صارفین کی حکمرانی ہوتیہ ے۔یعنی وہ آجروں کے لئے راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور آجر ان کی پسند کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اشیاء وخدمات پیدا کرتے ہیں۔

5) آزادی انتخاب:۔ اس نظام میں آجرین اور مصارفین دونوں اشیاء وخدمات کے انتخاب میں آزاد ہوتے ہیں۔آجر اپنی پسند کے مطابق مزدوروں کا انتخاب کرتے ہیں۔اور سرمایہ لگانے کے لئے صنعت کو منتخب کرتے ہیں۔آجروں کی پیدا کردہ اشیاء کے استعمال میں صارفین آزاد ہوتے ہیں۔

6) قیمتوں کی میکانیت:۔ نظام سرمایہ داری ایک ایسا معاشی نظام ہے۔جو خود بخود چلتا ہے، اسے چلانے کے لئے قیمتوں کی میکانیت درکار ہے۔جو اپنے دائرہ کار میں آزادانہ طور پر عمل پیرا ہوتی ہیں۔

7) محدود سرکاری مداخلت:۔ لوگوں کی معاشی زندگی میں سرکاری مداخلت اس نظام کی روح کے منافی ہے۔اس نظام کے تحت اٹھارویں صدی عیسوی میں افراد کی معاشی آزادی میں حکومت کی مداخلت میں اس قدر کم تھی۔کہ افادہ عامہ کے کام، بین الاقوامی تجارت اور ملکی ذرائع کا استعمال لوگوں کے ہاتھوں میں تھا۔حکومت خود کو دفاع کرنسی، امن عامہ وغیرہ کے مسائل تک محدود رکھتی۔

نظام اشتراکیت:۔ ''اشتراکیت ایک ایسا نظریہ ہے جس کی رو سے بڑے سے بڑے پیمانہ پیدائش کی اشیائے سرمایہ کو نجی تحویل میں رکھنے کے بجائے انہیں مجموعی طور پر پوری قوم کی ملکیت میں دیا جاتا ہے۔تاکہ مجموعی قومی دولت کی منصفانہ تقسیم عمل میں آئے۔اور ایسا کرتے ہوئے لوگوں کی شخصی آزادی اور اشیائے صرف کے استعمال کی آزادی برقرار رہے''۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے سے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ ایم ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اشترا کیت کی خصوصیات:۔ اشترا کی نظام اس وقت روس، چین، یوگوسلاویہ، مشرقی جرمنی اور ہندوستان میں رائج ہے۔ان مما لک کے تجزیے سے اشترا کیت کی مندرجہ ذیل خصوصیات دیکھنے میں آرہی ہیں۔

1) وسیع سرکاری کاروبار:۔ اس نظام میں زمین اور بڑی بڑی صنعتیں سرکاری تحویل میں ہوتی ہیں۔اور حکومت کے ملازمین اس کا نظم ونسق چلاتے ہیں۔

2) محدود نجی ملکیت:۔ چھوٹے کاروبار اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو نجی آجروں کے حوالے کیا جاتا ہے۔تا کہ وہ محدود پیمانے پر کاروبار کر کے ایک خاص حد تک منافع کما سکیں۔

3) معاشرتی فلاح و بہبود:۔ اشترا کیت میں پیدائش دولت کے عمل کو جاری رکھنے کے لئے منافع کا حصول بنیادی اہمیت نہیں رکھتا۔بلکہ اس کی جگہ معاشرتی فلاح اور مفاد عامہ کو اولیت دی جاتی ہے۔

4) ارتقائی طریقہ کار:۔ اشترا کیت میں تمام معاشی فیصلے جمہوری اوراصولوں کے مطابق ہوتے ہیں۔اوران فیصلوں کے بارے میں عوام کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔اس طرح ملک میں معاشی تبدیلیاں لانے کے لئے ارتقائی طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔

5) وسیع حلقہ انتخاب:۔ اشترا کیت میں صارفین کے لئے اشیاء وخدمات کا حلقہ وسیع ہوتا ہے۔اورانہیں پسند کی اشیاء منتخب کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔

6) منصفانہ تقسیم دولت:۔ اشترا کیت میں زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔جس سے ملکی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

7) بلند معیار زندگی:۔ اس نظام میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔کہ لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو۔اس مقصد کے حصول کے لئے سرکاری شعبے میں ذرائع پیدائش کو ایک محتاط منصوبہ بندی کے ذریعے بروئے کار لایا جاتا ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

سرمایہ داری اور اشترا کیت میں فرق:۔

سرمایہ داری نظام	نظام اشترا کیت
1) سرمایہ دارانہ نظام میں نجی ملکیت کے حق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔لوگوں کو اس نظام میں یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی جائیداد، زمین، کارخانے وغیرہ کو فروخت کر سکیں۔یا اس کو اپنی اولاد میں بطور وراثت منتقل کریں۔	1) نظام اشترا کیت میں زمین اور بڑی بڑی صنعتیں سرکاری تحویل میں ہوتی ہیں۔اور حکومت کے ملازمین اس کا نظم ونسق چلاتے ہیں۔
2) نظام سرمایہ داری کے تحت ہر شخص کاروبار اور پیشے کے انتخاب میں آزاد ہوتا ہے۔	2) چھوٹے کاروبار اور چھوٹی صنعتوں کو نجی آجروں کے حوالے کیا جاتا ہے۔اور اس نظام میں محدود نجی ملکیت ہوتی ہے۔
3) نظام سرمایہ داری میں مکمل مقابلے کی صورت حال ہوتی ہے۔اور بہتر معاشی کارکردگی سے لوگوں کا معیار زندگی بلند ہونے لگتا ہے۔	3) نظام اشترا کیت میں تمام اختیار حکومت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔اور مقابلے کا کوئی رجحان معیشت کے میدان میں نہیں پایا جاتا۔
4) سرمایہ دارانہ نظام میں مکمل شخصی آزادی ہوتی ہے۔اور افرادی قوت کا بھر پور استعمال ہوتا ہے۔	4) اشترا کی نظام میں شخصی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔اور تخلیقی صلاحیتوں کا مکمل فقدان ہوتا ہے۔نہ ہی افرادی قوت کا ان کے مرضی کے مطابق بھر پور استعمال ہو سکتا ہے۔
5) سرمایہ دارانہ نظام میں صارفین کو مکمل حکمرانی حاصل ہوتی ہے۔اور آجرین اور صارفین دونوں اشیاء خدمات کے انتخاب میں آزاد ہوتے ہیں۔	5) اشترا کی معاشرے میں صارفین کی حکمرانی کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔اور کسی وقت بھی نجی شعبے کو مکمل طور پر ختم کر کے ملک کے تمام ذرائع پیدائش کو سرکاری ملکیت میں لیا جا سکتا ہے۔
6) سرمایہ دارانہ نظام میں محدود سرکاری مداخلت ہوتی ہے۔اس نظام میں کارکردگی کے مطابق معاوضہ دیا جاتا ہے۔	6) اشترا کی نظام میں غیر متعدد انتظامیہ ہوتی ہے۔جبکہ اشترا کی معاشرے میں تمام باصلاحیت اور غیر صلاحیت لوگوں کو برابر معاوضہ دیا جاتا ہے۔
7) سرمایہ دارانہ نظام میں معاشی وسائل کا ناموزوں اور غیر مناسب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اور آجر زیادہ سے زیادہ منافع کمانا چاہتا ہے۔	7) اشترا کی نظام میں حکومت وسائل کا سوچ سمجھ کر اور عوام کی فلاح و بہبود کے مطابق استعمال کرتی ہے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

8) سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کی تقسیم غیر مساویانہ ہونے کی وجہ سے امیر ،امیر تر ہوتے جاتے ہیں ۔اورغریب ،غریب سے غریب تر۔	8) منصفانہ تقسیم دولت کی بنیاد پر اس نظام کے تحت معاشی ناہمواریوں کو ختم کیا جا سکتا ہے۔
9) مشینوں کی حکومت اس نظام کے تحت عام ہوتی ہے ۔معاشی زندگی، مشینوں اور سرمائے کی بدولت قائم ہوتی ہے۔	9) اشتراکیت میں سرمائے کوانسانیت کی خدمت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس نظام میں مشینوں کی حکمرانی قائم نہیں ہوتی۔
10) نظام سرمایہ داری میں اجارہ داریوں کا قیام عمل میں آتا ہے۔	10) جبکہ اس نظام کے تحت نجی تاجروں کو معیشت کے مختلف شعبوں میں اجارہ داریوں قائم کرنے کا موقع نہیں ملتا۔
11) گویا سرمایہ دارانہ معاشی نظام صدیوں سے قائم ہے۔لیکن اسے کبھی بھی استحکام نصیب نہیں ہوا۔	11) اشتراک کی نظام معیشت میں انسانی قدروں کی بالا دستی عمل میں آتی ہے۔
12) سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں ذاتی مفاد کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔	12) اس نظام میں مفاد عامہ کے کاموں کو اولیت دی جاتی ہے۔اس طرح لوگوں کو تعلیم،صحت اور روزگار حاصل کرنے کے یکساں مواقع میسر آجاتے ہیں۔
13) اس نظام میں معاشرے کا اخلاقی انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔آجر اپنی اشیاء کی لاگت کم کرنے کے لئے مردوں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی کام پر لگاتے ہیں۔	13) غریب لوگوں کو معاشی تحفظ کی ضمانت مل جاتی ہے۔اور وہ باوقار طریقے سے زندگی گزارنے لگتے ہیں۔
14) سرمایہ دارانہ نظام میں مختلف آجر آپس میں کاروباری گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں۔اور صارفین سے اشیاء کی زیادہ قیمت وصول کر کے عوام کا استحصال کرتے ہیں۔	14) اشتراکی معاشرے میں حکومت تمام لوگوں کے لئے ایک قیمت کا اعلان کر دیتی ہے۔اور عوام کی فلاح کو اس معاملے میں مدنظر رکھتی ہے۔

کاشان اکیڈمی 0334 5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 4 قانون تقلیل افادہ کی تعریف کیجیے۔نیز ایک گوشوارہ اور ڈائیگرام کی مدد سے اس قانون کی وضاحت کیجیے۔ (20)

جواب

:قانون تقلیل افادہ مختتم:۔ پروفیسر مارشل کے الفاظ میں ''کسی شخص کو ایک شے کی مقدار اضافے سے جو مزید افادہ حاصل ہوتا ہے وہ اس شے کی ہر زائد اکائی کے استعمال کے ساتھ کم ہوتا چلا جاتا ہے۔''

ایک مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے فرض کریں آپ کیلے کھا رہے ہیں۔پہلا کیلا آپ کو سب سے زیادہ افادہ ہوگا۔دوسرے کیلے کے استعمال سے پہلے کی نسبت کم افادہ حاصل ہوگا۔تیسرے کا اس سے کم اور جلد ہی وہ منزل آجائے گی کہ کیلوں کا مختتم افادہ صفر ہو جائے گا اور اگر ان کا استعمال جاری رہا تو ان کا مختتم افادہ منفی میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔قانون تقلیل افادہ مختتم کی وضاحت ذیل کے گوشوارہ اور شکل کی مدد سے بھی کی جا سکتی ہے۔

کیلے	کیلوں کا کل افادہ	کیلوں کا اوسط افادہ	کیلوں کا مختتم افادہ
1	10	10	10 مثبت افادہ
2	16	8	6 مثبت افادہ
3	18	6	2 مثبت افادہ
4	18	4.5	0 صفر افادہ
5	15	3	-3 منفی افادہ

اس گوشوارے کے پہلے کالم میں کیلوں کی اکائیاں ظاہر کی گئی ہیں جو ایک سے لے کر پانچ تک بڑھتی چلی گئی ہیں۔دوسرے کالم میں کیلوں کا کل افادہ رکھا گیا ہے جو تیسرے کیلے کے استعمال تک بڑھتا چلا گیا۔چوتھے کیلے کے استعمال کے بعد اس میں اضافہ رک گیا ہے اور پانچواں کیلا کھانے کے بعد صارف کا کل افادہ بڑھنے کی بجائے کم ہو گیا ہے۔تیسرے کالم میں کیلوں کا اوسط افادہ رکھا گیا ہے جو شروع سے آخر تک کم ہوتا چلا گیا ہے اور چوتھے کالم میں مختتم افادہ رکھا گیا ہے یہ بھی برابر گھٹتا چلا گیا ہے۔تیسرے کیلے کے استعمال تک کیلوں کا افادہ مثبت ہے۔چوتھے کیلے کا مختتم افادہ صفر ہے اور پانچویں کیلے کا مختتم افادہ منفی ہے۔اوسط افادہ ہم نے کیلوں کے کل افادہ کو کیلوں کی تعداد پر تقسیم کر کے حاصل کیا ہے اور چوتھا کالم ہم نے کل افادہ کے کالم میں ہر بعد میں آنے والے عدد میں سے پہلے کو تفریق کر کے حاصل کیا ہے۔ذیل میں اسی گوشوارے کی معلومات کو ایک ڈائیگرام کی مدد سے واضح کیا گیا ہے:

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

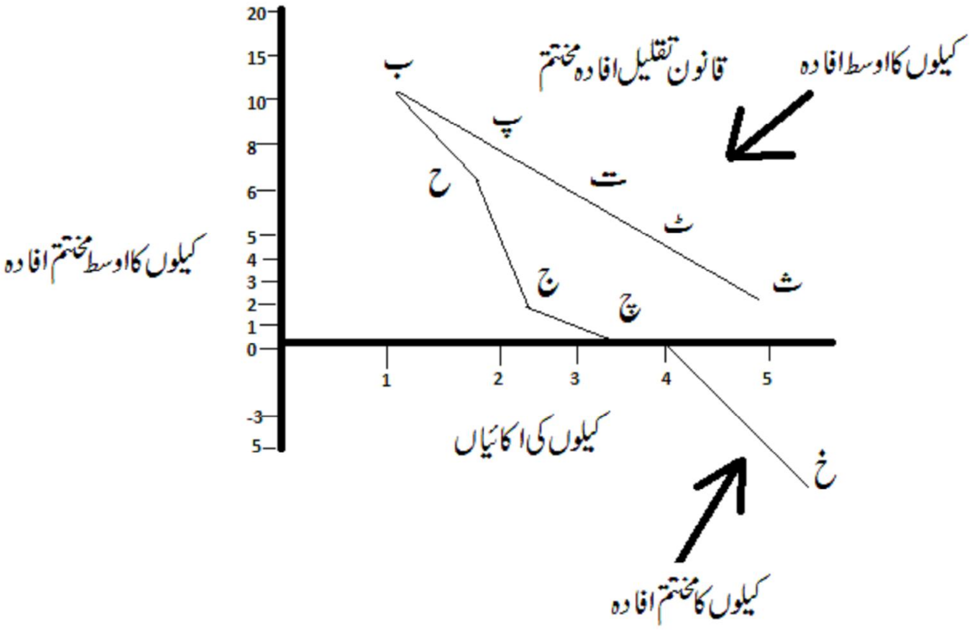

اس شکل میں ہم نے خط OX کے ساتھ کیلوں کی اکائیاں رکھی ہیں اور خط OY کے ساتھ کیلوں کا اوسط اور مختتم افادہ اکائیوں میں ظاہر کیا ہے۔ب ث کیلوں کے اوسط افادہ کا خط ہے اور ب خ کیلوں کے مختتم افادہ کا خط ہے۔دونوں خطوں کا جھکاؤ اوپر سے نیچے ہے جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے جیسے صارف کیلوں کا استعمال بڑھاتا چلا جاتا ہے ان کا اوسط افادہ بھی کم ہوجاتا ہے اور مختتم افادہ میں کمی اوسط افادہ سے زیادہ ہوئی ہے۔OY محور کے ساتھ اوسط اور مختتم افادہ رکھا ہے۔اس لیے کیلوں کی ہر اکائی کے استعمال سے صارف کو جتنا اوسط اور مختتم افادہ ہوا ہے گراف پیپر پر اس جگہ نشان لگا کر مختلف نقاط حاصل کر کے ان کو آپس میں ملایا گیا ہے۔نقاط ب،پ،ت،ٹ اور ث کو ملا کر اوسط افادہ کا خط حاصل ہوا ہے اور نقاط ب، چ، ح، خ کو ملا کر مختتم افادہ کا خط حاصل کیا گیا ہے۔مختتم افادہ کا خط کا 'ح' نقطہ OX خط پر واقع ہے کیونکہ چوتھے کیلے کا مختتم افادہ ح کا صفر ہے اور اس کا خ خط حاصل ہوا ہے جو کہ OX خط کے نیچے واقع ہے کیونکہ پانچویں کیلے کا مختتم افادہ منفی 3 ہے۔

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر5- قانون طلب سے کیا مراد ہے؟ نیز قانون طلب کے مفروضات اور مستثنیات پر ایک سیر حاصل بحث قلم بند کیجیے۔ (20)

قانون طلب اور اس کے مفروضات:

جواب۔

قانون طلب: قانون طلب کو ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے۔"اگر دوسرے حالات تبدیل نہ ہوں تو کسی شے کی قیمت گر جانے سے اس کی طلب پھیل جاتی ہے اور قیمت چڑھ جانے سے اس کی طلب سکڑ جاتی ہے۔"

اس قانون طلب کی تشریح ایک گوشوارہ اور شکل سے کریں گے۔

گوشوارہ طلب:

گوشت کی قیمت	گوشت کی طلب
250روپے فی کلوگرام	2 Kg
200روپے فی کلوگرام	3 Kg
150روپے فی کلوگرام	4 Kg

جیسا کہ گوشوارے سے ظاہر ہے کہ 250 روپے فی کلوگرام پر گوشت کی طلب 2 کلوگرام ہے۔قیمت گر کر 200 روپے ہوگئی تو پہلے طلب پھیل کر 3 کلوگرام ہوگئی۔اسی طرح 150 روپے قیمت پر طلب 4 کلوگرام ہے۔اگر ہم اس گوشوارے پر نیچے سے اوپر کی طرف آئیں تو یہ بات صاف نظر آئے گی کہ جیسے جیسے قیمت بڑھتی جارہی ہے گوشت کی طلب سکڑتی جارہی ہے اور یہی قانون طلب ہے۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

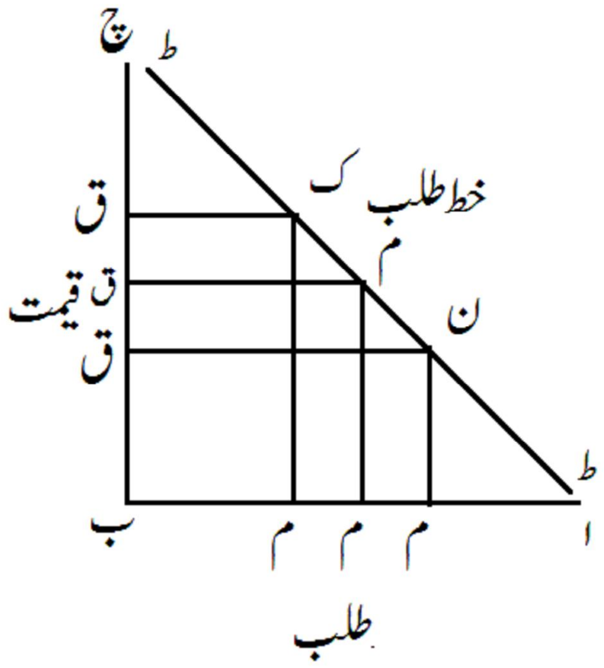

شکل مذکورہ میں اب پر طلب اور ب ج پر قیمت کو رکھا گیا ہے۔ ط ط خط طلب ہے ب ق قیمت پر طلب ب م ہے۔ جب قیمت ب ق سے بڑھ کر ب ق ہو گئی تو طلب سکڑ کر ب م ہو گئی۔ قیمت مزید بڑھ کر ب ق ہو گئی اور طلب مزید سکڑ کر ب مٔ ہو گئی۔ جب قیمت گر کر ب ق ہو گئی تو طلب پھیل کر ب م ہو گئی۔ اسی طرح ب ق قیمت پر طلب مزید پھیل کر ب م ہو گئی اور یہی قانون طلب ہے۔

0304-5504551

Download Free Assignments from

قانون طلب کے مفروضات: قانون طلب کی بنیاد مندرجہ ذیل مفروضات پر قائم ہے۔

صارفین کی پسند تبدیل نہ ہو: اس قانون کا ایک مفروضہ یہ ہے کہ صارفین کی پسند میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔ اگر صارفین کی پسند تبدیل ہو جائے تو قانون طلب صحیح ثابت نہ ہو گا۔ مثلاً اگر کسی شے کی قیمت بڑھ جائے تو قانون طلب کے مطابق لوگ اس کی خرید کم کر دیں گے لیکن ساتھ ساتھ ہی اگر اس شے کا فیشن ہو جائے اور لوگ اس کو پہلے سے زیادہ پسند کرنے لگیں گے تو قیمت بڑھنے کے باوجود اس شے کی طلب پہلے سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے اور قانون وقتی طور پر غلط ہو گا۔

solvedassignmentsaiou.com

صارفین کی آمدنی تبدیل نہ ہو: قانون طلب کا دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ صارف کی آمدنی میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو مثلاً اگر کسی شے کی قیمت بڑھ جائے تو قانون طلب کے مطابق اس کی طلب سکڑ جائے گی۔ اگر ساتھ ہی صارف کی آمدنی میں اضافہ ہو جائے تو ممکن ہے وہ قیمت میں اضافہ کے باوجود اپنی طلب میں کوئی تبدیلی نہ لائے۔

متبادل اشیاء کی قیمتیں نہ بدلیں: ایسی شے جس کا بدل موجود ہو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے تو لوگ اس کا استعمال کم کر کے اس کا بدل استعمال کرنا شروع کر دیں گے اور شے کی طلب سکڑ جائے گی لیکن اگر اس شے کی قیمت بڑھنے کے ساتھ ہی متبادل شے کی قیمت بھی بڑھ جائے تو ممکن ہے کہ اس شے کی طلب میں کوئی کمی واقع نہ ہو اور قانون غلط ہو جائے۔

کسی شے کا نعم البدل دریافت نہ ہو: اگر کسی شے کا نعم البدل دریافت ہو جائے تو اس شے کی طلب میں کمی واقع ہو جائے گی خواہ قیمت میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔

موسم اور آبادی تبدیل نہ ہو: موسم اور آبادی میں تبدیلی بھی طلب میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ گرمیوں میں برف کی طلب بڑھ جاتی ہے تو سردیوں میں چائے کی۔ اسی طرح اگر آبادی بڑھ جائے تو اس طرح بھی طلب بڑھ جائے گی خواہ قیمت میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ افغان مہاجرین کے آنے سے اشیاء کی طلب میں اضافہ ہو گیا ہے۔

سوال نمبر 6۔ قانون مساوی افادی مختتم کی تعریف کیجیے۔ نیز اس قانون کی مدد سے صارف کے توازن کی وضاحت کیجیے۔

اس قانون کے مطابق کوئی صارف اپنی محدود آمدنی کو مختلف اشیاء پر اس طرح خرچ کرتا ہے کہ تمام اشیاء کا مختتم افادہ ایک دوسرے کے برابر جاتا ہے تو اسی صورت میں صارف کا کل افادہ زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

کوئی صارف جب ایک شے پر خرچ کو بڑھا کر اس کی ایک زائد اکائی حاصل کرتا ہے تو اس شے کا مختتم افادہ کم ہو جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں کسی اور شے کا مختتم افادہ بڑھ جاتا ہے جو صارف کے پاس پہلے سے موجود نہیں ہوتی چنانچہ وہ اپنے خرچ کو پہلی چیز سے ہٹا کر دوسری شے کی طرف منتقل کر دیتا ہے یہاں تک کہ دوسرے شے کا مختتم افادہ گھٹ کر پہلی کے برابر ہو جاتا ہے اور صارف کا مجموعی افادہ دونوں اشیاء سے زیادہ سے زیادہ ہو جاتا ہے۔

گوشوارہ اور شکل: قانون مساوی افادہ مختتم کی وضاحت ایک گوشوارے اور شکل سے کی جا سکتی ہے فرض کریں کہ صارف کے پاس 50 روپے ہیں جو کوئی سے دو اشیاء آٹے اور دال پر خرچ کرنا چاہتے ہیں بات کو سادہ اور عام فہم بنانے کے لئے دو اشیاء فرض کی ہیں حالانکہ عملی زندگی میں ایک صارف متعدد اشیاء و خدمات میں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سے انتخاب کے مسئلے سے دو چار ہوتا ہے لیکن جو بات دو چیزوں کے لئے درست ہے وہ دو سے زیادہ کیلئے بھی درست ہے۔ لہذا۔

قانون مساوی افادہ مختتم

روپے	آٹے کا مختتم افادہ	دال کا مختتم افادہ
10	30	25
20	25	20
30	20	15
40	15	10
50	10	05

اس گوشوارے کے پہلے کالم میں روپوں کی اکائیاں رکھی گئی ہیں دوسرے کالم میں آٹے کا مختتم افادہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اور تیسرے کالم میں دال کا مختتم افادہ رکھا گیا ہے۔ جیسے جیسے خرچ بڑھتا گیا ہے دونوں اشیاء (آٹا، دال) کا مختتم افادہ گھٹتا چلا گیا ہے اس گوشوارے کے مطابق صارف پچاس روپے میں سے تیس روپے آٹے پر اور بیس روپے دال پر خرچ کرے گا۔ اس صورت میں آٹے اور دال دونوں اشیاء کا مختتم افادہ ایک دوسرے کے برابر ہو جائے گا۔ اور کل افادہ زیادہ سے زیادہ ہوگا۔

یعنی آٹے پر 30 روپے خرچ کرنے سے آٹے کا کل افادہ = 75=20+25+30

دال پر 20 روپے خرچ کرنے سے دال کا کل افادہ = 45 = 20 + 25

اس طرح آٹے اور دال کا کل افادہ = 120

کسی اور طریقے سے رقم خرچ کرنے سے اس سے زیادہ افادہ حاصل نہیں ہوسکتا فرض کریں صارف 30 کے بجائے 20 روپے آٹے پر خرچ کرتا ہے اور 30 روپے دال پر تو اس صورت میں اسے کل افادہ 115 اکائی رہے گا۔ جو 120 سے کم ہے۔

پس ثابت ہوا کہ صارف زیادہ سے زیادہ افادہ اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنی محدود رقم کو مختلف چیزوں پر اس طرح خرچ کرتا ہے کہ ہر شے کا مختتم افادہ ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔

قانون مساوی افادہ مختتم کی وضاحت ایک ڈائیگرام کی مدد سے کرتے ہیں۔ کہ صارف کے پاس کل 50 روپے ہیں جو وہ کوئی سی دو اشیاء آٹے اور دال پر خرچ کراتا ہے۔

(قانون مساوی افادہ مختتم)

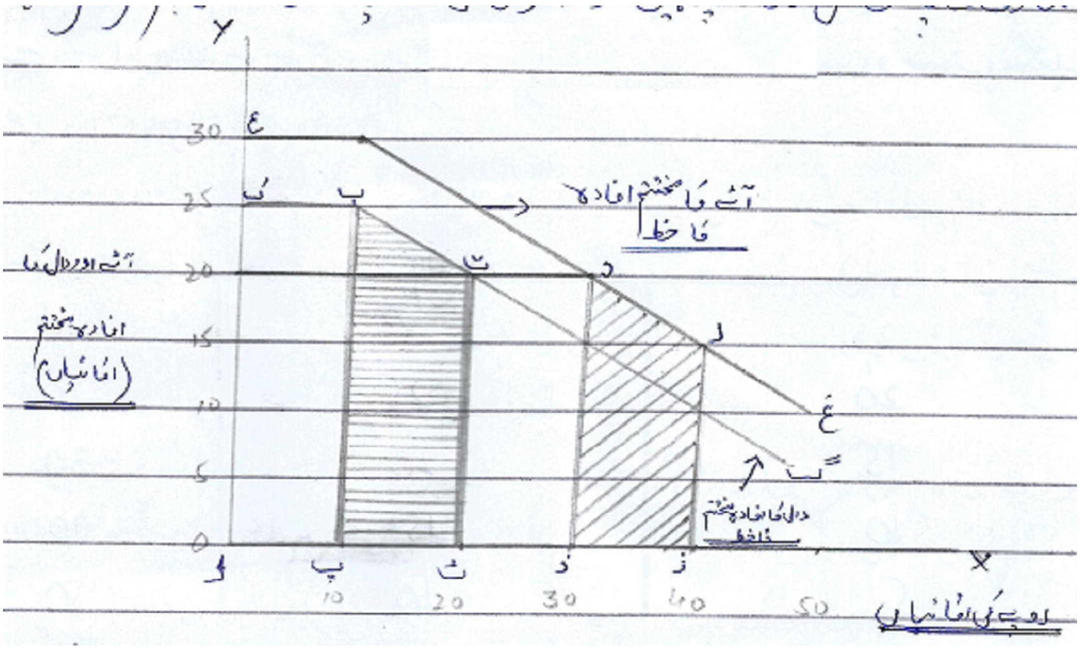

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

اس ڈائیگرام میں ہم نے ox محور کے ساتھ روپے ظاہر کئے ہیں اور oy محور کے ساتھ آٹے اور دال کا مختتم افادہ اکائیوں میں ظاہر کیا ہے۔

ع غ آٹے کا مختتم افادہ کا خط ہے اور ک گ دال کے مختتم افادہ کا دونوں خطوط کا جھکاؤ اوپر سے نیچے بائیں اور دائیں طرف کو ہے یعنی جیسے صارف دان اشیاء پر خرچ میں اضافہ کرتا جاتا ہے ان کا مختتم افادہ کم ہوتا چلا جاتا ہے صارف کا کل افادہ زیادہ سے زیادہ اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے جب وہ 30 روپے آٹے پر اور 20 روپے دال پر خرچ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں آٹے کا مختتم افادہ دو عمودی فاصلہ ہے اور دال کا مختتم افادہ ت ٹ عمودی فاصلہ ہے اور یہ دونوں فاصلے برابر ہیں یعنی دونوں چیزوں کا کل افادہ بھی زیادہ سے زیادہ ہے۔ یعنی وہ رقبہ اع ذ رx ک ت ٹ کے برابر ہے۔ اس بات کو آسانی سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ افادہ کا رقبہ زیادہ سے زیادہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ہم صارف کے خرچ میں کچھ تبدیل کر کے دیکھتے ہیں کہ آیا خرچ بدلنے سے مجموعی افادہ پہلے سے بڑھ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے ڈائیگرام سے واضح ہے کہ افادہ میں کمی ولا رقبہ افادہ میں اضافہ والے رقبہ سے بڑا ہے یعنی خرچ میں تبدیلی کرنے سے صارف کے کل افادہ میں پہلے سے کمی واقع ہو جاتی ہے یعنی افادہ کا مجموعی رقبہ پہلے سے کم ہو جاتا ہے لہذا کوئی صارف اپنی محدود آمدنی سے زیادہ سے زیادہ تسکین اس صورت میں حاصل کر سکتا ہے جب وہ اسے مختلف خدمات پر اس طرح خرچ کرے کہ ہر شے کا مختتم افادہ ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔

سوال نمبر 7:۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

کاشان اکیڈمی

1۔طلب کی لچک کی پیائش:۔ "طلب کی لچک سے مراد کسی شے کی قیمت میں کمی بیشی کے باعث اس کی طلب میں ہونے والے تبدیلی ہے لیکن عمل زندگی میں یہ جان لینا کافی نہیں کہ قیمت میں تبدیلی سے طلب میں تبدیلی واقع ہوتی ہے بلکہ اس بات کا علم بھی ضروری ہے کہ کسی شے کی قیمت میں تبدیلی اس شے کی طلب کو کس درجہ متاثر کرتی ہے دوسرے الفاظ میں طلب کی لچک کی پیائش بہت ضروری ہے۔"

0334-5504551

طریقے: ۱) کل اخراجات کا طریقہ ۲) تناسب کا طریقہ

Download Free Assignments from

مارشل نے طلب کی لچک کی پیائش کے لئے جو طریقہ پیش کیا ہے اس کے مطابق یا اکائی کے برابر ۔ اکائی سے زیادہ اور اکائی سے کم ہو سکتی ہے۔

طلب کی لچک اکائی کے برابر: "جس نسبت سے کسی شے کی قیمت تبدیل ہو جائے اگر اسی نسبت سے اس شے کی طلب میں تبدیلی ہو جائے تو طلب کی لچک اکائی کے برابر کہلائے گی"

Solvedassignmentsaiou.com

گوشوارہ

کپڑے کی قیمت	کپڑے کی طلب	مجموعی اخراجات
100 روپے فی میٹر	100 میٹر (100 x 100)	10,000 روپے
50 روپے فی میٹر	200 میٹر (50 x 200)	10,000 روپے
200 روپے فی میٹر	50 میٹر (200 x 50)	10,000 روپے

مندرجہ بالا گوشوارے سے ظاہر ہے 100 روپے میٹر قیمت پر کپڑے کی طلب 100 میٹر ہے اس لئے مجموعی اخراجات (100x100) = 10000 روپے ہوئے۔ جب قیمت کم ہو کر 50 روپے ہو گئی تو طلب پھیل کر 200 میٹر ہو گئی اور اسطرح مجموعی اخراجات وہی رہے جب قیمت 20 روپے ہوئی تو طلب سکڑ کر 50 میٹر رہ گئی اور مجموعی اخراجات پھر وہی رہے۔

میٹرک ، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام ، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، الف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز میں داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایم ایس سی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

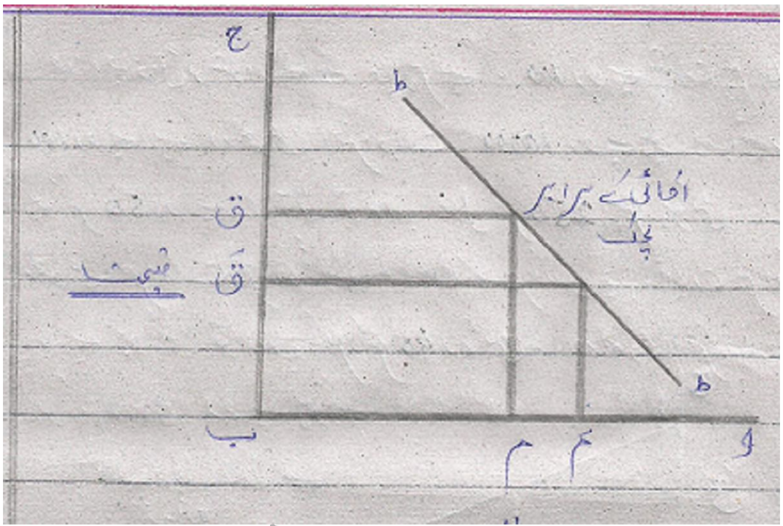

طلب: مندرجہ بالا شکل میں الف ب پر طلب اور ب ج پر قیمت کو ظاہر کیا گیا ہے ط ط خط طلب ہے ب ق کی قیمت پر طلب ب م ہے جب قیمت کم ہو کر ب ق ہو گئی تو طلب پھیل کر ب م ہو گئی۔ قیمت میں ف ق کی طلب میں م م اضافہ کے برابر ہے جو طلب کی لطک کو اکائی کے برابر ظاہر کرتی ہے۔

کاشان اکیڈمی

طلب کی لچک اکائی سے زیادہ: "جس نسبت سے کسی شے کی قیمت ہوا گر اس نسبت سے زیادہ طلب تبدیل ہو جائے تو طلب کی لچک اکائی سے زیادہ کہلائے گی"

جیسا کہ مندرجہ ذیل گوشوارے سے ظاہر ہے۔

0334-5504551

گوشوارہ

کپڑے کی قیمت	طلب	مجموعی اخراجات
100 روپے فی میٹر	100 میٹر (100 x 100)	10,000 روپے
50 روپے فی میٹر	250 میٹر (50 x 250)	12,500 روپے
200 روپے فی میٹر	40 میٹر (200 x 40)	8,000 روپے

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

مندرجہ ذیل گوشوارے سے ظاہر ہے 100 روپے قیمت پر طلب 100 روپے ہے اور مجموعی اخراجات 10,000 روپے ہیں جب قیمت کم ہو کر 50 روپے پر آئی تو طلب پھیل کر 250 میٹر ہو گئی لہذا مجموعی اخراجات بڑھ گئے اس کے برعکس جب قیمت بڑھ کر 200 روپے ہو گئی تو طلب سکڑ کر 40 رہ گئی اور مجموعی اخراجات کم ہو کر 8,000 روپے ہو گئی۔

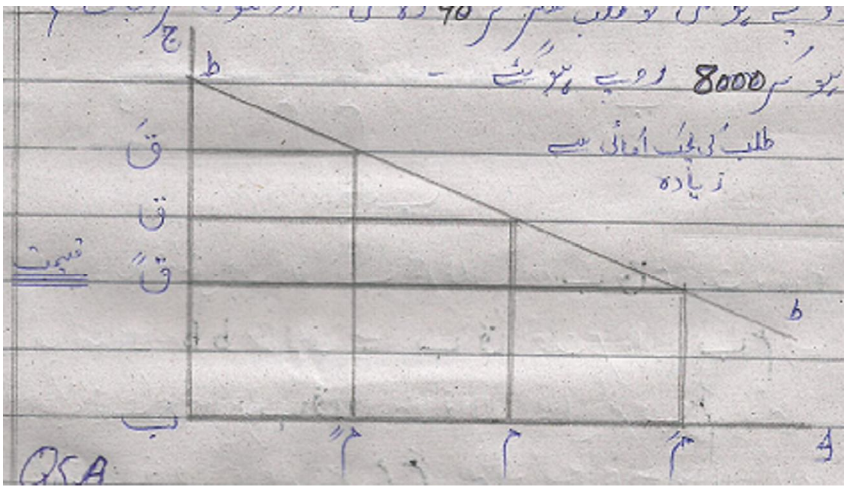

طلب: جیسا کہ ڈائیاگرام سے ظاہر ہے خط ا ب پر طلب اور خط ب ج پر قیمت کو ظاہر کیا گیا ہے جب قیمت ب ق سے بڑھ کر ب ق ہو گئی تو طلب ب م سے سکڑ کر ب م رہ گئی۔ اس کے برعکس جب قیمت ب ق سے کم ہو کر ب ق ہو گئی تو طلب پھیل کر ب م ہو گئی۔اس لئے قیمت میں تبدیلی کی نسبت طلب میں تبدیلی کی نسبت زیادہ ہے اور طلب کی اکائی سے زیادہ ہے۔

طلب کی لچک اکائی سے کم: جس نسبت سے کسی شے کی قیمت تبدیل ہوا گر اس نسبت سے کم طلب میں تبدیلی آئے تو طلب کی لچک اکائی سے کم ہو گی ایسی صورت میں قیمت بڑھنے سے مجموعی اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔اور قیمت کم ہونے سے مجموعی اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

گوشوارہ

مجموعی اخراجات	طلب	کپڑے کی قیمت
10,000 روپے	100 میٹر (100 x 100)	100 روپے فی میٹر
8,500 روپے	170 میٹر (50 x 170)	50 روپے فی میٹر
12,000 روپے	60 میٹر (200 x 60)	200 روپے فی میٹر

مندرجہ بالا گوشوارے سے ظاہر ہے 100 روپے قیمت پر طلب 100 میٹر ہے اور مجموعی اخراجات 10,000 روپے ہوئے جب قیمت گر کر 50 روپے ہوگئی تو طلب پھیل کر 170 میٹر ہوگئی اور اس طرح مجموعی اخراجات کم ہو کر 8,500 روپے رہ گئی۔ اس کے برعکس 200 روپے قیمت پر طلب 60 ہوگئی۔ اور مجموعی اخراجات بڑھ کر 12,000 روپے ہوگئے۔

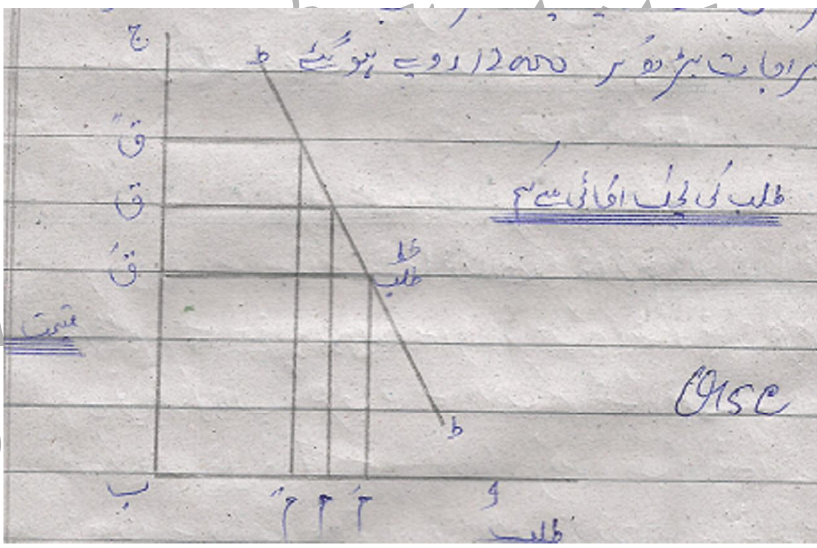

Download from Solved .com

طلب: مندرجہ بالا ڈائیگرام میں الف ب پر طلب اور خط ب ج پر قیمت کو ظاہر کیا گیا ہے ب ق قیمت پر طلب ب م ہے جب قیمت ب ق سے بڑھ کر ق ہوگئی تو طلب سکڑ کر ب م رہ گئی۔ اس کے برعکس جب قیمت ب ق سے گھٹ کر ب ق ہوئی۔ تو طلب پھیل کر ب م ہوگئی۔ ڈائیگرام میں صاف ظاہر ہے کہ قیمت میں تبدیلی کی نسبت طلب میں تبدیلی سے بہت کم ہے لہذا طلب کی لچک اکائی سے کم ہے۔

فی صد یا تناسب کا طریقہ: اگر کسی شے کی قیمت میں 5 فیصد تبدیلی آجائے اور اس کی طلب میں 5 فی صد تبدیل ہو جائے تو طلب کی لچک اکائی کے برابر کہلاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر ایک شے کی قیمت 5 فیصد بڑھ جائے اور اس کی طلب 5 فیصد سکڑ جائے یا اس شے کی قیمت 5 فیصد کم ہو جائے اور اس کی طلب 5 فیصد پھیل جائے تو طلب کی لچک اکائی کے برابر کہلائے گی۔ اس لئے۔

$$\text{طلب کی لچک} = \frac{\text{طلب میں فیصد تبدیلی}}{\text{قیمت میں فیصد تبدیلی}}$$

2۔ قانون طلب اور اس کے مفروضات:۔ قانون طلب: قانون طلب کو ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ "اگر دوسرے حالات تبدیل نہ ہوں تو کسی شے کی قیمت گر جانے سے اس کی طلب پھیل جاتی ہے اور قیمت چڑھ جانے سے اس کی طلب سکڑ جاتی ہے۔"

اس قانون طلب کی تشریح ایک گوشوارہ اور شکل سے کریں گے۔

گوشوارہ طلب:

گوشت کی طلب	گوشت کی قیمت
2 Kg	250 روپے فی کلوگرام
3 Kg	200 روپے فی کلوگرام

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، الف، اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

150روپے فی کلوگرام	4 Kg

جیسا کہ گوشوارے سے ظاہر ہے کہ 250 روپے فی کلوگرام پر گوشت کی طلب 2 کلوگرام ہے۔ قیمت گر کر 200 روپے ہوگئی تو پہلے طلب پھیل کر 3 کلوگرام ہوگئی۔اسی طرح 150 روپے قیمت پر طلب 4 کلوگرام ہے۔اگر ہم اس گوشوارے پر نیچے سے اوپر کی طرف آئیں تو یہ بات صاف نظر آئے گی کہ جیسے جیسے قیمت بڑھتی جارہی ہے گوشت کی طلب سکڑتی جارہی ہے اور یہی قانون طلب ہے۔

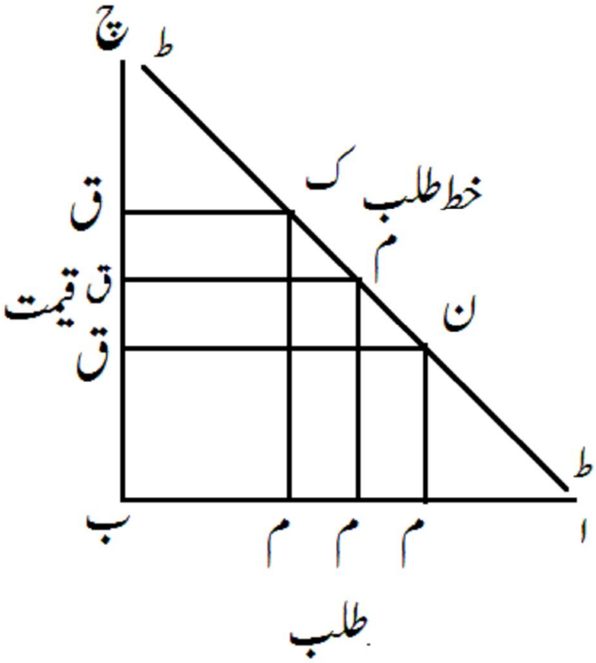

Downloaded from Solvedassignmentsaiou.com

شکل مذکورہ میں اب پر طلب اور ب ج پر قیمت کو رکھا گیا ہے۔ط ط خط طلب ہے ب ق قیمت پر طلب ب م ہے۔جب قیمت ب ق سے بڑھ کر ب ق ہوگئی تو طلب سکڑ کر ب م ہوگئی۔ قیمت مزید بڑھ کر ب ق ہوگئی اور طلب مزید سکڑ کر ب مَ ہوگئی۔جب قیمت گر کر ب ق ہوگئی تو طلب پھیل کر ب م ہوگئی۔اسی طرح ب ق قیمت پر طلب مزید پھیل کر ب م ہوگئی اور یہی قانون طلب ہے۔

قانون طلب کے مفروضات: قانون طلب کی بنیاد مندرجہ ذیل مفروضات پر قائم ہے۔

صارفین کی پسند تبدیل نہ ہو: اس قانون کا ایک مفروضہ یہ ہے کہ صارفین کی پسند میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔اگر صارفین کی پسند تبدیل ہوجائے تو قانون طلب صحیح ثابت نہ ہوگا۔مثلاً اگر کسی شے کی قیمت بڑھ جائے تو قانون طلب کے مطابق لوگ اس کی خرید کم کردیں گے لیکن ساتھ ساتھ ہی اگر اس شے کا فیشن ہوجائے اور لوگ اس کو پہلے سے زیادہ پسند کرنے لگیں گے تو قیمت بڑھنے کے باوجود اس شے کی طلب پہلے سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے اور قانون وقتی طور پر غلط ہوگا۔

صارفین کی آمدنی تبدیل نہ ہو: قانون طلب کا دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ صارف کی آمدنی میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو مثلاً اگر کسی شے کی قیمت بڑھ جائے تو قانون طلب کے مطابق اس کی طلب سکڑ جائے گی۔اگر ساتھ ہی صارف کی آمدنی میں اضافہ ہوجائے تو ممکن ہے وہ قیمت میں اضافہ کے باوجود اپنی طلب میں کوئی تبدیلی نہ لائے۔

متبادل اشیاء کی قیمتیں نہ بدلیں: ایسی شے جس کا بدل موجود ہو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے تو لوگ اس کا استعمال کم کرکے اس کا بدل استعمال کرنا شروع کردیں گے اور شے کی طلب سکڑ جائے گی لیکن اگر اس شے کی قیمت بڑھنے کے ساتھ ہی متبادل شے کی قیمت بھی بڑھ جائے تو ممکن ہے کہ اس شے کی طلب میں کوئی کمی واقع نہ ہو اور قانون غلط ہوجائے۔

کسی شے کا نعم البدل دریافت نہ ہو: اگر کسی شے کا نعم البدل دریافت ہوجائے تو اس شے کی طلب میں کمی واقع ہوجائے گی خواہ قیمت میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔

موسم اور آبادی تبدیل نہ ہو: موسم اور آبادی میں تبدیلی بھی طلب میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔گرمیوں میں برف کی طلب بڑھ جاتی ہے تو سردیوں میں چائے کی۔اسی طرح اگر

آبادی بڑھ جائے تو اس طرح بھی طلب بڑھ جائے گی خواہ قیمت میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔افغان مہاجرین کے آنے سے اشیاء کی طلب میں اضافہ ہوگیا ہے۔

سوال نمبر 8- مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیے۔ (20)

الف۔ رسد کا پھیلنا اور بڑھنا:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

جواب: رسد کا پھیلنا اور سکڑنا: چونکہ کسی شے کی قیمت اور رسد میں براہ راست تعلق پایا جاتا ہے۔اس لئے شے کی قیمت میں اضافہ کے ساتھ فروخت کار شے کی رسد بڑھا دیتے ہیں۔جس کو معاشیاتی اصطلاح میں رسد کا پھیلنا کہتے ہیں۔اس کے برعکس قیمت کم ہونے پر شے کی رسد میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔اسے رسد کا سکڑنا کہتے ہیں۔رسد کے پھیلنے اور سکڑنے کی صورت میں خط رسد ایک ہی جگہ قائم رہتا ہے۔اس لئے فروخت کنندگان کا خط رسد ایک نقطہ نظر سے دوسرے نقطہ نظر پر حرکت کرتا رہتا ہے۔جسے خط رسد پر حرکت کا نام دیا جاتا ہے۔

چینی کی قیمت (روپوں میں)	مقدار رسد (کلوگرام)
50	10
55	20
60	30
65	40
70	50

خط رسد کے پھیلنے اور سکڑنے کا گوشوارہ اور ڈائیگرام:۔

گوشوارہ اور ڈائیگرام سے ظاہر ہے کہ جب چینی کی قیمت بڑھتی ہے۔تو چینی کی رسد بھی بڑھ جاتی ہے۔جسے رسد کا پھیلنا کہتے ہیں۔ڈائیگرام میں SS کے ساتھ اوپر اٹھتا ہوا تیر نما خط رسد کے پھیلاؤ کو ظاہر کررہا ہے۔جو چینی کی قیمت میں اضافے کے باعث مقدار رسد کو بڑھتے ہوئے دکھا رہا ہے۔اس کے برعکس نیچے کی طرف آتا ہوا تیر نما خط رسد کے سکڑاؤ کی نشاندہی کررہا ہے۔ڈائیگرام ذیل میں ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-550455
Download Free
Solvedassign

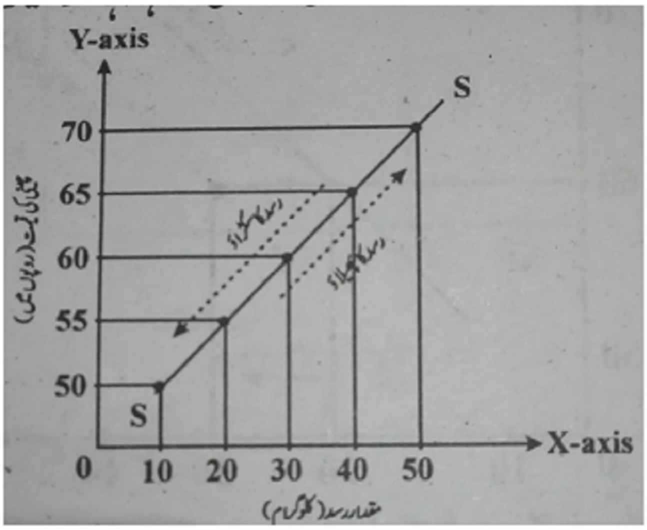

رسد کا چڑھنا اور گرنا:۔

2) رسد کا بڑھنا:۔ جب کسی شے کی قیمت میں تبدیلی کے بغیر ہی شے کی رسد میں اضافہ دیگر عوامل کی وجہ سے ہوتو اسے رسد کا چڑھنا یا بڑھنا کہتے ہیں۔گوشوارہ میں مختلف قیمتوں پر انڈوں کی رسد کو موسمی تبدیلی کے باعث بڑھتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔جو اس بات کی نشاندہی کررہا ہے کہ عام طور پر سردیوں میں انڈوں کی مانگ بڑھ جاتی ہے۔اس لئے پہلی ہی قیمت پر مقدار رسد میں اضافہ ہوجاتا ہے۔مثلاً موسم، فیشن وغیرہ کی وجہ سے۔

انڈوں کی قیمت (فی درجن)	مقدار رسد (گرمیوں میں)	مقدار رسد (سردیوں میں)
50	10	20
60	20	30
70	30	40

ذیل کے ڈائیگرام میں S(S) خط انڈوں کی گرمیوں میں رسد اور S(W) خط سردیوں میں رسد کو ظاہر کررہا ہے۔ڈائیگرام سے ظاہر ہے کہ ایک ہی قیمت (60 روپے فی درجن) پر گرمیوں میں انڈوں کی رسد 20 درجن ہے۔لیکن موسمی تبدیلی کے باعث سردیوں میں انڈوں کی رسد بڑھ کر 30 درجن ہوجاتی ہے۔اور خط رسد منتقل ہوکر S(S) سے S(W) کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔اسے رسد کا چڑھنا کہتے ہیں۔

میٹرک ایف اے سے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے ایم ایڈ، ایم فل، پی ایچ ڈی الف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

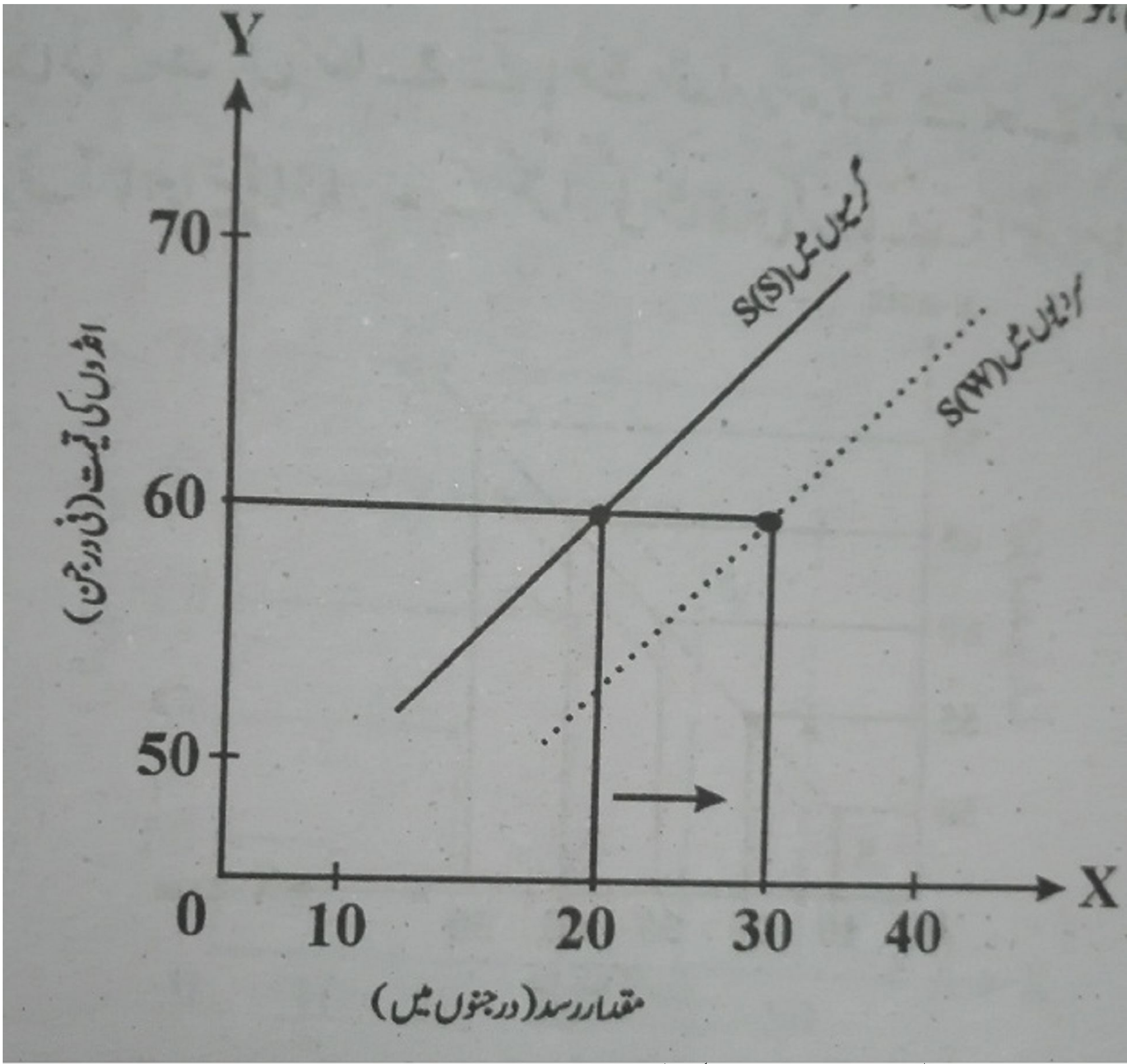

2) رسد کا گھٹنا:۔ جب کسی شے کی قیمت میں تبدیلی کے بغیر ہی شے کی رسد میں کمی دیگر عوامل کے باعث ہو تو اسے رسد کا گرنا کہتے ہیں۔جیسا کہ گوشوارہ اور ڈائیگرام سے ظاہر ہے۔

انڈوں کی قیمت (فی درجن)	مقدار رسد (سردیوں میں)	مقدار رسد (گرمیوں میں)
50	20	10
60	30	20
70	40	30

ذیل کے ڈائیگرام میں S(S) خط انڈوں کی گرمیوں میں رسد اور S(W) خط سردیوں میں رسد کو ظاہر کر رہا ہے۔ڈائیگرام سے واضح ہے کہ ایک ہی قیمت (60 روپے فی درجن) پر انڈوں کی رسد 30 درجن سے گھٹ کر 20 درجن ہو جاتی ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ گرمیوں میں لوگ انڈوں کی مانگ گھٹا دیتے ہیں۔اور خط رسد S(W) سے منتقل ہو کر S(S) پر چلا جاتا ہے۔ جو مقدار رسد میں کمی ظاہر کرتا ہے۔اس لئے اسے رسد کا گھٹنا کہتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

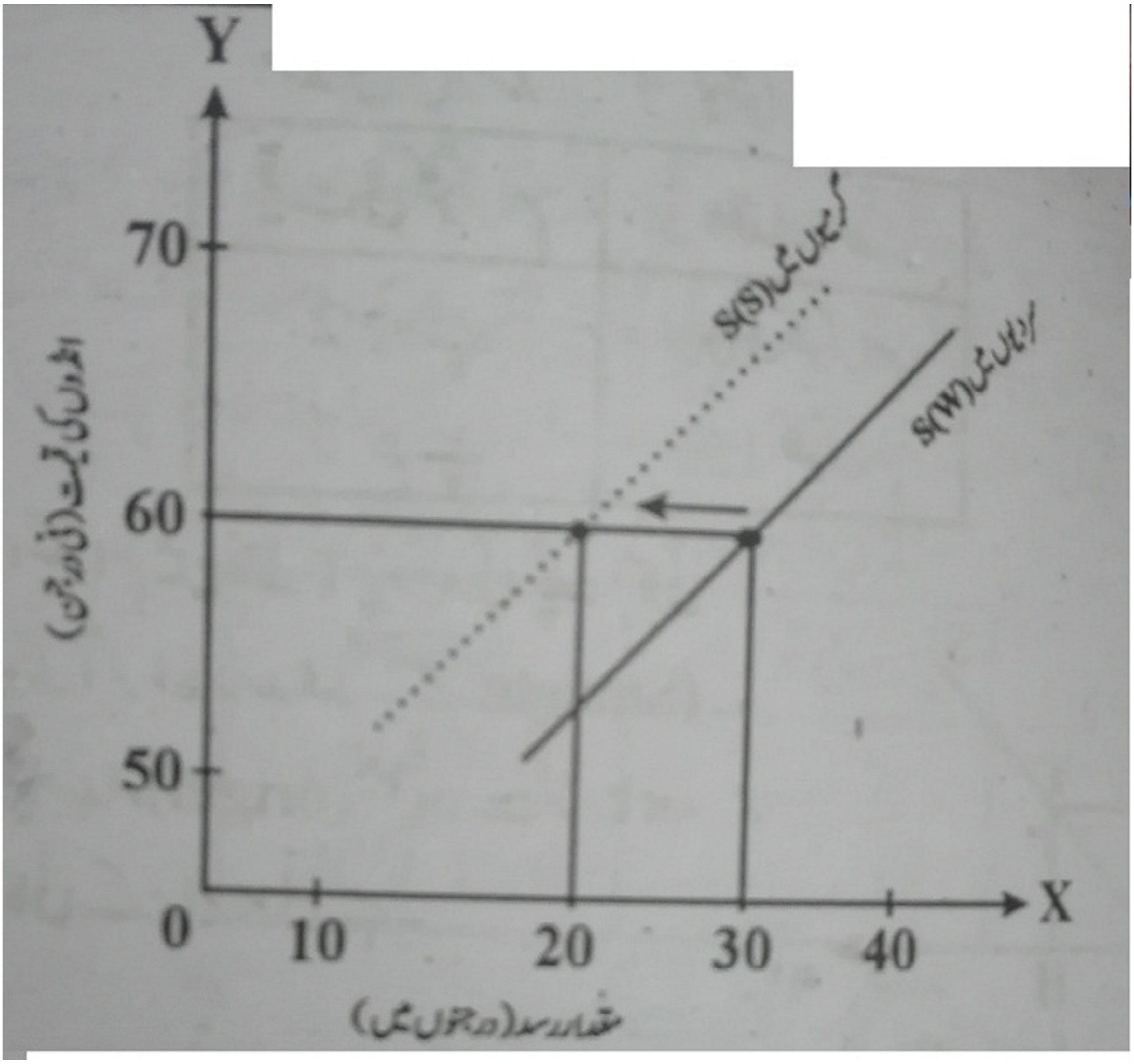

ب۔قانون رسد اور اس کے مفروضات:۔

جواب:۔ کسی شے کی قیمت بڑھ جانے سے اس کی رسد پھیل جاتی ہے اور قیمت گھٹ جانے سے رسد سکڑ جاتی ہے اگر دوسرے حالات تبدیل نہ ہوں۔

گوشوارہ رسد

چینی کی قیمت	چینی کی رسد
50روپے فی کلو	10 کلو
60روپے فی کلو	13 کلو
40روپے فی کلو	7 کلو

جیسا کہ گوشوارے سے ظاہر ہے چینی کی قیمت 50روپے فی کلو تھی تو رسد 10 کلو تھی۔ جب قیمت بڑھ کر 60روپے فی کلو ہوگئی تو رسد بڑھ کر 13 کلو ہوگئی اور جب قیمت مزید 40روپے ہوگئی تو رسد گھٹ کر 7 کلو رہ گئی۔

میٹرک ،ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

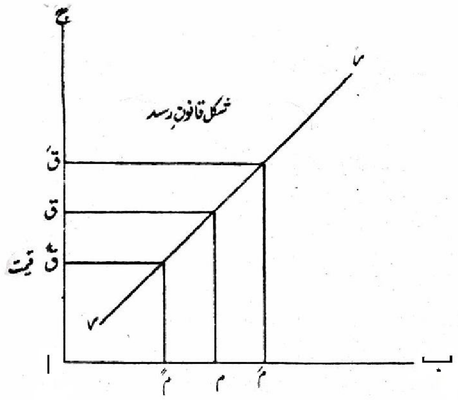

رسد

جیسا کہ مندرجہ بالا شکل سے ظاہر ہے خط اب پر رسد اور خط اج پر قیمت کو رکھا گیا ہے۔ رَرً خط رسد ہے اق و قیمت پر رسد ام ہے۔ جب قیمت اق سے بڑھ کر اقَ ہوگئی تو رسد پھیل کر امَ ہوگئی۔ اس کے برعکس جب قیمت کم ہو کر اقً ہوگئی تو رسد سکڑ کر امً رہ گئی اور یہی قانون رسد ہے۔ جب کسی شے کی قیمت بڑھتی ہے تو اس کی رسد پھیل جاتی ہے اور جب قیمت گھٹتی ہے تو اس کی رسد سکڑ جاتی ہے۔ بشرطیکہ دوسرے حالات تبدیل نہ ہوں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments.com
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 9- (الف) خالی جگہیں پر کریں۔ **(10)**

(i) جب سرمایہ کو کسی شکل میں تبدیل کرنا ممکن نہ ہو تو اسے **مخصوص سرمایہ** کہتے ہیں۔

(ii) استعداد کار کی پیائش کے لیے **پانچ** امور ذہن میں رکھنے چاہیں۔

(iii) ناظم باقی تین **عاملین پیدائش** کو یکجا کر کے پیائش کا عمل شروع کرتا ہے۔

(iv) معیاری آبادی سے مراد کسی ملک کی آبادی اتنی ہو کہ وہ اپنے **قدرتی وسائل** کا بھرپور استعمال کر رہی ہو۔

(v) سرمایہ کی منڈی سے مراد ایسی منڈی جس میں **نئی کفالتیں اور بانڈ** خریدے اور بیچے جاتے ہیں۔

(ب) مناسب بیان کی نشان دہی کیجیے۔ **(10)**

(i) اگر مزید رقبہ زیر کاشت لا کر پیداوار بڑھائی جائے تو یہ زمین کے عمیق استعمال کی مثال ہوگی۔ **غلط**

(ii) ایسی اشیاء جنہیں محنت کش عمل پیدائش کے دوران بطور صرف استعمال کرتے ہیں صرفی سرمایہ کہلاتی ہیں۔ **درست**

(iii) نجی شعبہ میں جدید صنعت و تجارت کو فروغ دینے کے لیے کس کا کردار زیادہ اہم ہے؟ **مشترکہ سرمایہ کمپنی کا**

(iv) کیا معاشی ترقی کے لیے آبادی کی ضرورت ہوتی ہے؟ **ہاں**

(v) کس منڈی میں پرانی کفالتوں اور بانڈوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے؟ **حصص کی منڈی**

سوال نمبر 10 تنظیم کی اقسام بیان کیجیے۔ نیز ان اقسام کی خوبیاں اور خامیاں تحریر کیجیے۔ **(20)**

جواب۔

تنظیم:۔ تنظیم چوتھا اہم عامل پیدائش ہے۔ یہ دیگر تین عوامل پیدائش یعنی زمین، محنت اور سرمایہ کو اکٹھا کرتا ہے اور انہیں پیدائش دولت کے فعل میں مصروف کرتا ہے۔ تنظیم کا وجود ایک شخص یا چند اشخاص کی تنظیم کی صورت میں ہوتا ہے جو پیدائش کے عمل کو منظم کرتے ہیں، کاروباری خطرات مول لیتے ہیں اور نفع و نقصان کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

تنظیم کی اہمیت: تنظیم کا وجود اگر نہ ہوتا تو عاملین پیدائش ایک جگہ جمع نہ کیے جاسکتے۔ یہ تنظیم ہی ہے جو معلوم کرتی ہے کہ کون سا عامل پیدائش کس جگہ اور کتنی مقدار میں موجود ہے اور اسے کس طرح اور کن شرائط پر حاصل کیا جاتا ہے۔ تنظیم کا وجود اگر نہ ہوتا تو عاملین پیدائش جیسے قیمتی قومی ذرائع کسی نہ کسی جگہ بے کار پڑے رہتے اور ان کا استعمال کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔

اہم نکات:

۱) تنظیم وہ چوتھا عامل پیدائش ہے جو باقی تین عاملین پیدائش کو یکجا کر کے پیدائش کا عمل شروع کرتا ہے۔

۲) تنظیم کا وجود ایک شخص یا کچھ اشخاص کی شکل میں ہوتا ہے جو پیدائش کو منظم کرتے ہیں اور نفع و نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

۳) ناظم کی بدولت معاشرہ میں طلب و رسد کا توازن قائم رہتا ہے۔

۴) صارفین کی طلب پوری ہوتی ہے۔ محنت کی رسد کی کھپت کی ذمہ داری اس کے سر ہے۔

۵) معاشرے میں معاشی ترقی کی راہیں ہموار کرنا ناظم کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

ج) **تنظیم:۔** تنظیم چوتھا اہم عامل پیدائش ہے۔ یہ دیگر تین عاملین یعنی زمین، محنت اور سرمایہ کو اکٹھا کرتا ہے۔ اور انہیں پیدائش دولت کے فعل میں مصروف کرتا ہے۔ تنظیم کا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کے داخلوں سے ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

وجود ایک شخص یا جن اشخاص کی تنظیم کی صورت میں ہوتا ہے۔جو پیدائش کے عمل کو منظم کرتے ہیں۔کاروباری خطرات مول لیتے ہیں۔اور نفع ونقصان کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

تنظیم کی اہمیت:۔ تنظیم کا وجود اگر نہ ہوتو تمام عاملین پیدائش ایک جگہ جمع نہ کئے جاسکیں۔یہ تنظیم ہی ہے جو معلوم کرتی ہے کہ کون سا عامل پیدائش کس جگہ اور کتنی مقدار میں موجود ہے۔اور اسے کس طرح اور کن شرائط پر حاصل کیا جاتا ہے۔تنظیم کا وجود اگر نہ ہوتا تو عاملین پیدائش جیسے قیمتی قومی ذرائع کسی نہ کسی جگہ بیکار پڑے رہتے اور ان کا استعمال کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔عاملین پیدائش کی دستیابی،ان کا حصول،ان کی تقسیم،ان کا معاوضہ اور ان کے تنازعات کا فیصلہ جیسے اہم مسائل صرف تنظیم ہی کی بدولت سر انجام پاتے ہیں۔

ناظم کا مدعا:۔ کسی کاروبار کی تنظیم کرنے والے کو ناظم کہتے ہیں۔فرانسیسی زبان میں ناظم کو Entrepreneur کہتے ہیں۔چاروں عاملین پیدائش کو اگر ایک پیداواری ٹیم تصور کر لیا جائے تو ناظم کی حیثیت کپتان جیسی ہے۔جس طرح کسی ٹیم کا کپتان اپنی ٹیم کو کامیابی اور ناکامی سے دوچار کراتا ہے۔اسی طرح ناظم اپنی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور استعمال کرتا ہے۔پیدائش کو یکجا جمع کرتا ہے۔پھر ان کا بھرپور استعمال کرتا ہے۔اور انہی کے ذریعے اپنا منافع کماتا ہے۔

ناظم کے فیصلے اور فرائض:۔ ناظم کی ذمہ داریاں بڑی اہم ہیں۔اور اسے بڑے اہم فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔کاروبار شروع کرنے سے قبل اسے پہلا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔کہ کون سی شے پیدا کی جائے اس فیصلے کو کرتے وقت اسے بے شمار باتیں ذہن نشین کرنا ہوتی ہیں۔مثلاً صارفین کی طلب،ذوق اور فیشن،یہ بھی کہ اس فیشن کا نعم البدل ہے یا نہیں،مستقبل میں اس کی مانگ کیسی رہے گی۔دوسرا فیصلہ یہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ کہاں سے پیدا کی جائے،گویا کہ اسے کارخانہ تعمیر کرنے کے لئے موزوں جگہ پر انتخاب کرنا ہوگا۔اس سلسلہ میں بھی ناظم کو اپنی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کرنا ہوتا ہے۔اسے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کارخانہ اس جگہ لگایا جائے جہاں ذرائع آمدورفت ہوں،خام مال کی دستیابی ہو،محنت کی رسد اچھی ہو اور جہاں سے مال منڈی تک لے جانا آسان ہو۔نیز ایک اہم فیصلہ وہ یہ کرتا ہے کہ شے کس طرح پیدا کی جائے۔اس کے لئے قرض کیسے لیا جائے محنت کو کتنی مقدار میں حاصل کیا جائے۔اور آخری فیصلہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ شے کتنی مقدار میں پیدا کیا جائے۔اس کے لئے اسے طلب ورسد کا اچھا مطالعہ کرنا ہوتا ہے، صارفین کی آمدنی دیکھنا ہوتی ہے اور یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ مستقبل میں اس کی طلب کیسی رہے گی۔

ناظم کے فوائد:۔ ناظم کے بے شمار فوائد ہوسکتے ہیں۔مثلاً اس کی وجہ سے عاملین پیدائش یکجا ہوتے ہیں۔ان کا بھرپور استعمال ناظم ہی کرتا ہے۔ورنہ اغلب تھا کہ معاشرہ میں ان کی جاری مقدار بےکار پڑی رہتی اور صارفین کی ضروریات ایسی کی ایسی ہی رہتیں۔ناظم کی بدولت ملک سے بیروزگاری کم ہوتی ہے۔اور دوسری جانب منڈی میں اشیاء کا وجود اس کی صلاحیتوں کی بناء پر ہے۔اگر ناظم نہ ہوتا تو صارفین کی طلب کبھی پوری نہ ہوتی۔بڑے پیمانہ پیدائش اور مشینی دور کی جدت واختراع تمام ناظم کی بدولت ہیں۔گویا کہ ملک میں معاشی ترقی لانے کی ذمہ داری اور معاشرہ کو جدید ساز وسامان زندگی سے آراستہ وپیراستہ کرنے کا تمام سہرا ناظم کے سر ہے۔

ناظم کے نقصانات:۔ ناظم اپنی صلاحیتوں کی بناپر دیگر تین عاملین پر حاوی رہتا ہے۔بعض اوقات یہ استحصال کرتا ہے اور محنت کو وہ معاوضہ نہیں دیتا جس کے وہ حقدار ہیں۔ نیز ناظم اپنا منافع بلند کرتا ہے۔جس سے آگے چل کر وہ بڑا اجارہ دار بن جاتا ہے۔

تنظیم اور معاشی ترقی:۔ تنظیم کی خواہ کتنی برائیاں ہوں،ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ موجودہ دور میں انقلاب برپا کرنے والا یہی عامل پیدائش ہے۔اس کی ذہنی صلاحیتوں کی بدولت یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہوا جو بعد میں سائنسی انقلاب کا پیش رو ہوا اور آج یورپ نے سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں جس قدر ترقی حاصل کی ہے وہ تمام اس کے دم خم سے ہے۔تنظیم کی بدولت ترقی یافتہ قوتوں نے دولت کی بھرمار کرلی ہے۔ان کے پاس سرمایہ کا جم غفیر ہے۔اور وہ دنیا کی جو چیز چاہتے ہیں۔پیدا کرلیتے ہیں۔جب کہ معاشی طور پر پس ماندہ ممالک میں تنظیم کا فقدان ہونے کے سبب عاملین پیدائش کا صحیح استعمال نہیں ہو پاتا۔

سوال نمبر 11- موجودہ دور میں مشینوں کی اہمیت بیان کیجیے۔نیز مشینوں کی خوبیوں اور خامیوں پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔ (20)

جواب:

مشینوں کی خوبیاں اور خامیاں:۔اہمیت:۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ اشیاء کی پیدائش میں مشینوں کا استعمال بڑھتا چلا گیا ہے۔زراعت ہی کو دیکھ لیں کہ ہل چلانے کیلئے بیلوں کی جگہ ٹریکٹر استعمال ہو رہے ہیں۔ہاتھ سے فصل کاٹنے کی بجائے ہارویسٹر اور گاھنے کے لئے تھریشر سے کام لیا جارہا ہے۔الغرض فصل بونے سے لے کر پیداوار کو منڈی تک لانے کے تمام مراحل میں مشینیں استعمال ہوتیں ہیں۔اسی طرح صنعتی شعبہ میں وفلاد،سیمنٹ،کپڑے اور دوسرے اشیاء کے بڑے بڑے کارخانے نظر آتے ہیں۔جن میں نصب پیچیدہ مشینوں کی مدد سے اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔پیدائش کے مختلف میدانوں میں مشینوں کے وسیع پیمانے پر استعمال کی بنا پر موجودہ دور کو مشینی دور کہا جاتا ہے۔

خوبیاں:۔

i) اکائیوں میں یکسانیت:۔ مشین کی پیداوار کی تمام اکائیاں ایک جیسی ہوتی ہیں۔اگر کوئی شے ہاتھ سے تیار کی جائے تو اس کی سب اکائیاں یکساں نہیں ہوتیں۔مشین کی حرکات چونکہ ایک جیسی ہوتی ہیں۔اس لئے مشین سے پیدا کردہ شے کی تمام اکائیاں بھی ایک جیسی ہوتی ہیں۔

ii) اکتاہٹ اور تھکاوٹ کا محسوس نہ ہونا:۔ انسان کسی کام کو روزانہ کرتے کرتے اکتا جاتا ہے۔اور اس کی بوریت بعض اوقات اس کی صحت پر اثرانداز بھی ہوتی ہیں۔عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ جو لوگ کپڑے کے کارخانوں میں یا کسی دوسرے کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ان کی صحت وقت کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی حالت بھی متاثر

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام ،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی،ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہوتی ہے۔ان پر بوڑھاپا جلد نظر آنے لگتا ہے۔وہ لوگ مزاج کے اعتبار سے چڑ چڑے ہوجاتے ہیں۔مگر مشین کے ساتھ یہ مسئلہ نہیں۔اخبار چھاپنے کی مشین کو لیجئے۔اس سے دن اور رات کا کام لیا جاتا ہے۔مگر اس میں وہ بیزاری پیدا نہیں ہوتی جو اخبار کے کتب نویس میں ہوتی ہیں۔

(iii) بھاری اور محیر العقل کام آسانی سے سرانجام دیا جاسکتا ہے:۔ جسمانی اعتبار سے انسان کو اللہ نے محدود قوت اور طاقت سے نوازا ہے۔جس وزن کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی مل کر شاید نہ اٹھا سکیں اسے مشین کی مدد سے آسانی سے اٹھا کر ادھر سے ادھر رکھ دیا جاتا ہے۔

(iv) محنت کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کا سبب:۔ ٹریکٹر جو مشین ہے کی وجہ سے ایک گھنٹہ میں اتنی زمین میں ہل چلا دیا جاتا ہے۔جو غالباً کئی دنوں میں ایک جوڑا ہل اور بیل اور ایک آدمی سرانجام دے سکے۔کپڑا سینے کی فیکٹروں میں سلائی کی بھاری مشین نصب ہوتی ہے۔جو چند منٹوں میں پورا کوٹ سی دیتی ہیں۔جبکہ ایک درزی اسی کام کو کئی دنوں میں کرتا ہے۔

(v) تقسیم کار کو فروغ ملتا ہے:۔ جب پیداواری تنظیم تقسیم کار کے اصول پر کاربند ہو۔اسی اصول کے تحت ہر عامل پیدائش اور خاص طور پر محنت کی ہر اکائی اپنی اپنی جگہ پر ایک مخصوص کام میں منہمک رہتی ہے۔جس سے فی اکائی پیداوار بلند رہتی ہے۔گویا کہ اگر مشین کا استعمال ہو تو تقسیم کار کے باعث آجر کو زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہوگا۔

(vi) بڑے پیمانے کی پیدائش کا ممکن ہونا: آج کل معاشی زندگی مسابقات کی زندگی میں بن چکی ہے۔سائنس کی ایجادات کی وجہ سے فاصلے گھٹتے جارہے ہیں۔آج کل ایک جگہ سے سامان لے کر دوسری جگہ پہنچانے میں دیر نہیں لگتی۔لہذا لوگوں کی کوشش یہی ہوتی ہے۔کہ پیداوار کو بڑے پیمانہ پر پیدا کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ مقدار دوسروں تک پہنچ جائے۔اور زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جائے۔

کاشان اکیڈمی

(vii) لاگت میں کمی آتی ہے:۔ جب پیداوار کی اکائیاں زیادہ سے زیادہ ہوں تو بے شک کل لاگت میں اضافہ ہوتا ہے۔مگر اوسط لاگت کم ہوتی جاتی ہے۔بشرطیکہ پیداوار کا عمل قانون تقلیل لاگت پر ہو رہا ہے۔

0334-5504551

خامیاں :۔

(i) فضائی آلودگی:۔ جن علاقوں میں صنعتی کارخانے چل رہے ہیں۔وہاں کی فضا آلودگی کا شکار ہو چکی ہے۔صاف اور تازہ ہوا لوگوں کو میسر نہیں۔لوگوں کی صحت خراب رہتی ہے۔

Download Free Assignments from

(ii) پرخطر کام کا ماحول:۔ مشینوں پر آدمی کام کرتے ہیں۔مگر آئے دن انہیں کسی نہ کسی حادثہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔بے شمار مزدور اپنی زندگی سے ہاتھ دو بیٹھے ہیں۔جبکہ کافی تعداد ایسے مزدوروں کی پائی جاتی ہے۔جو اپنے کسی نہ کسی اعضاء جسمانی سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

(iii) بیش پیداآوری: آج کل کی معیشت جہاں مشین کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ایک انوکھے مسئلے سے دوچار رہتی ہے۔یعنی یہ پایا گیا ہے کہ بعض اوقات پیداوار اتنی زیادہ ہوجاتی ہے کہ مال کھپانے کے لئے قیمت فروخت گرانی پڑتی ہے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اچھی خاصی قیمت کم کرنے کے باوجود مال پوری طرح منڈی میں فروخت نہیں ہونے پاتا۔اور گوداموں میں بھرا رہتا ہے۔اس طرح بے روزگاری پھیلنے کا اندیشہ لاحق ہوجاتا ہے۔

(iv) بے روزگاری کے امکان:۔ مشینوں کے استعمال سے کچھ عرصے کے لئے بے روزگاری پیدا ہوجاتی ہے۔یہ عین ممکن ہے کہ مشین کی مدد سے ایک آدمی اتنا کام کرلے جتنا بغیر مشین کے دس آدمی کر سکتے ہیں۔ایسی صورت میں مشین کے استعمال سے دس میں سے نو محنت کش بے روزگار ہو جائیں گے۔

سوال نمبر 12- آبادی کی اہمیت بیان کیجیے۔نیز تفریط آبادی کے مسائل پر ایک بحث قلم بند کیجیے۔ (20)

جواب

آبادی: عملی زندگی میں انسان خوب سے خوب تر کی جستجو میں رہتا ہے۔اس کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ اسے پہلے سے بہتر حالات اور معیار زندگی میسر آئے۔اس بنیادی مقصد کے حصول میں دو عوامل مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اول = قدرتی وسائل دوئم = انسان کی استعداد کار

کسی بھی ملک کے قدرتی وسائل سے استفادہ اُٹھانے کیلئے اُس ملک کے باشندوں کی تعداد اور ان کی صلاحیت کا رمناسب حد تک اگر موجود نہ ہو تو وہاں کے وسائل سے فائدہ نہیں اُٹھا جاسکتا۔اگر ملک کے افراد علوم وفنون سے بہرہ ور ہوں،فنی اعتبار سے تربیت یافتہ ہوں،جدید ٹیکنالوجی کا استعمال بخوبی جانتے ہوں اور اشیاء کو نئے طریقوں سے پیدا کرنے اور کم لاگت پر بنانے کے راز سے واقف ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک میں معاشی ترقی نہ ہو۔

آبادی کی اہمیت:

1۔ معاشی ترقی: معاشی ترقی ایک ایسا میدان ہے جس میں قدم آگے بڑھانے کیلئے آبادی کی ضرورت پڑتی ہے۔معاشی ترقی کسی بھی ملک میں نئے شعبوں کا اضافہ کرتی ہے۔

2۔ دفاعی سالمیت: کسی ملک کی سالمیت کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ اس میں اپنی جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کرنے کی کس قدر صلاحیت ہے۔اس صلاحیت کے فقدان کے باعث کوئی دشمن اس کمزور ملک پر چڑھائی کرسکتا ہے۔مضبوط دفاع کی ضمانت افرادی قوت میں مضمر ہے۔

3۔ صنعتی انقلاب: جدید دور میں صنعتی انقلاب کی وجہ سے کارخانوں میں مشینیں چلانے کیلئے افرادی قوت یعنی انسانوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔آبادی نہ ہو یا کم ہو تو صنعتی میدان میں قدم رکھنا ناممکن ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

4۔ انتظامی امور: جدید ریاستوں کے تحت معاشرے میں ایسے افراد کی ضرورت کا احساس رہتا ہے جو عام افراد سے زیادہ قابل، دوراندیش اور باصلاحیت ہوں۔ ایسے قابل افراد ہی کسی قبیلے، گروہ، خاندان، معاشرہ یا ریاست کیلئے مرکزی انتظامیہ فراہم کرتے ہیں۔

5۔ تسخیر کائنات: فرمان الٰہی ہے کہ اے بندو! یہ کائنات تمہارے لیے ہی ہے۔ تم اس میں پھیل جاؤ۔ روز اول ہی سے انسان کرۂ ارض میں پھیلتا جا رہا ہے۔ تسخیر کائنات کا خواب اب حقیقت بنتا جا رہا ہے۔

6۔ ایجادات واختراعات: سائنسدان اور مفکرین کی ایک بہت بڑی تعداد نئی سے نئی چیزیں بنانے اور دریافتوں کو سامنے لانے میں مصروف ہیں۔ کسی ملک کے پاس ایسے ماہرین جس قدر زیادہ ہوں گے، اتنی ہی اُس کے ہاں دریافتوں کی بھیڑ لگ جائے گی۔

7۔ انسانی فلاح اور سوچ: انسانی فلاح سے متعلق نظریات پیش کرنے والے مفکرین اور باہمی رشتوں اور کائنات کے بارے میں انسانی سوچ کا رُخ بدلنے والے ماہرین اُس ملک میں زیادہ ہوتے ہیں جہاں آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ ''بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا''

8۔ قدرتی وسائل کی تلاش: قدرت نے کرۂ ارض کے ہر خطے کو کسی نہ کسی قسم کی دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ مشرق وسطیٰ تیل کا گھر ہے۔ ان پوشیدہ ذرائع کو سامنے لانے کیلئے افرادی قوت اور اُن کی صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔

تفریط آبادی کے مسائل: اگر کسی ملک کی آبادی بہت قلیل ہو اور اس کے وسائل کثیر ہوں تو کہا جاتا ہے کہ ملک تفریط آبادی کا شکار ہے۔

گلشن اکیڈمی

1۔ وسائل کا محدود استعمال: آبادی کم ہونے کے سبب کوئی ملک اپنے وسائل کا بھرپور استعمال عمل میں نہیں لاسکتا۔ قدرت مائل بہ کرم ہوتی ہے مگر ان نوازشات کا کوئی سائل نہیں ہوتا۔

2۔ عمومی غربت: قدرت کی نوازشات سے فائدہ نہ اٹھا سکنے کے سبب افراد معاشی طور پر وہیں کھڑے رہتے ہیں جہاں وہ صدیوں سے موجود تھے۔ لہٰذا غربت کا شکار ہوجاتے ہیں۔

0334-5504551

3۔ دشمنوں سے عدم تحفظ: اگر کوئی علاقہ قدرتی نعمتوں سے مالا مال ہو اور خود اس کے باشندوں کی تعداد تھوڑی ہو تو حریص دشمن ملک اس ملک کو پکا ہوا پھل سمجھ کر ہڑپ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

Download Free Assignments from

4۔ مفکرین کی قلت: تفریط آبادی کی صورت میں کوئی بھی ملک بڑی تعداد میں ایسے مفکرین پیدا کرنے سے قاصر رہتا ہے جو قوم کی سوچ کو نیا رُخ دے سکیں۔ مختلف شعبوں میں قیادت فراہم کرسکیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

5۔ فنی ماہرین کی کمی: زندگی کے ہر حصے میں فنی کاریگروں اور ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے مگر آبادی کی کمی کے پیش نظر یہ ماہرین اور دستکار بھی کم تعداد ہی میں دستیاب ہوں گے۔ ان ماہرین کی کمی کے سبب مشینوں، عمارتوں اور سڑکوں میں شکست و ریخت کا فطری عمل جاری تو رہے گا مگر اس عمل کا انسداد یا مرمت کرنے والے ہاتھ میسر نہیں آئیں گے۔

6۔ معاشی ترقی کی سُست روی: ایسے معاشرے جہاں آبادی قدرتی وسائل کے مقابلے میں محدود ہے وہاں معاشی ترقی کا عمل سُست رو ہو جاتا ہے۔ معاشی ترقی کا دارومدار چونکہ صنعتی، زراعتی اور سائنسی شعبوں وغیرہ میں پیش رفت پر ہوتا ہے اس لیے تفریط آبادی کا شکار ملک معاشی ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتا ہے۔

7۔ تہذیبی ارتقاء کا جمود: جو معاشرہ تفریط آبادی سے دوچار ہوجائے وہاں تہذیبی ارتقاء رُک جاتا ہے۔ گردونواح کی قومیں تہذیبی اور معاشی طور پر آگے بڑھتی ہیں مگر تفریط آبادی کا شکار ملک تہذیبی اور ثقافتی طور پر پسماندہ رہ جاتا ہے۔

8۔ ٹیکنالوجی کی پسماندگی: تفریط آبادی کے سبب کسی ملک میں علم و ہنر کی ترقی بھی ماند پڑ جاتی ہے کیونکہ دُنیا کی سب رونقیں آدمی کے دم سے ہیں۔ علوم فنون میں ترقی اس وقت ہوتی ہے جب ہزاروں لوگ تحقیق کے عمل سے گزر رہے ہوں۔ کسی ملک میں غیر ضروری طور پر آبادی محدود ہو جانے پر علم و جستجو کا سلسلہ محدود ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر13- **مندرجہ ذیل پر نوٹ تحریر کیجیے۔** **(10+10)**

(الف) منڈی کا مفہوم اور اقسام

منڈی کا مفہوم: ''منڈی سے مراد وہ تمام علاقہ ہے جہاں خریدار اور فروشندہ آپس میں آزادانہ طور پر رابطہ قائم کرتے ہیں جس سے اس علاقے میں کسی شے کی قیمت بہت جلد بآسانی ایک ہوجاتی ہے۔''

عام بول چال میں منڈی سے مراد وہ جگہ لی جاتی ہے جہاں اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے مثلاً سبزی منڈی، غلہ منڈی، میوہ منڈی وغیرہ لیکن معاشیات میں منڈی کا مفہوم وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ معاشیات میں منڈی سے مراد کوئی خاص جگہ یا مقام یا خطہ نہیں بلکہ تمام وہ علاقہ لیا جاتا ہے جہاں خریدار اور فروخت کار کسی شے کی خرید و فروخت کیلئے آپس میں بآسانی رابطہ قائم کرسکتے ہیں اور اسی رابطے کی بدولت وہ کسی شے کا سودا طے کرکے اس پورے علاقے میں شے کی ایک ہی قیمت مقرر کرتے ہوں۔ یوں وہ تمام علاقہ اس شے کی منڈی بن جاتا ہے۔ یہ علاقہ ایک شہر بھی ہوسکتا ہے اور اس کی حدود ایک ضلع، صوبہ، ملک بلکہ ساری دنیا تک بھی پھیل سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں شرط صرف یہ ہے کہ اس پورے علاقے میں ایک وقت میں ایک شے کی ایک ہی قیمت ہو۔ مختصر الفاظ میں منڈی کا وجود درج ذیل چار عناصر کا مرہونِ منت ہے:

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے سے آئی کام، بی اے سے بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، الف اساتذہ کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ا۔ خریدنے اور بیچنے والی شے موجود ہو۔
۲۔ خریدار اور فروخت کار موجود ہوں۔
۳۔ خریدنے اور بیچنے والوں میں رابطہ موجود ہو۔
۴۔ ایک ایسا علاقہ ہو جس میں ایک شے کی ایک ہی قیمت رائج ہو۔

مقابلے کے اعتبار سے منڈیوں کی تقسیم:

1۔ مکمل منڈی: مکمل منڈی وہ ہے جہاں مکمل مقابلہ پایا جائے اور مکمل مقابلے کی صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب منڈی میں مندرجہ ذیل شرائط پوری ہوتی ہوں:

ا۔ شے کی تمام اکائیاں ایک جیسی ہوں۔
۲۔ خریداروں اور فروخت کاروں کی کثیر تعداد موجود ہو۔
۳۔ کسی بھی صنعت میں فرموں کا داخلہ آزادانہ ہو۔
۴۔ خریدار اور فروخت کاروں کو منڈی کے حالات کا مکمل طور پر علم ہو۔
۵۔ عاملین پیدائش کی نقل پذیری مکمل طور پر آزادانہ ہونی چاہیے۔
۶۔ طلب و رسد کا عمل باہم آزادانہ ہو۔

2۔ غیر مکمل منڈی: غیر مکمل منڈی وہ ہے جس میں مکمل مقابلہ نہ پایا جاتا ہو۔ مندرجہ ذیل شرائط غیر مکمل منڈی میں پائی جاتی ہیں:

ا۔ شے یکساں یا ایک قسم کی نہ ہو۔
۲۔ غیر مکمل مقابلے میں خریداروں اور فروخت کنندہ کی تعداد کم ہو۔
۳۔ خریدار اور فروخت کار منڈی کے حالات سے مکمل طور پر واقف بھی نہ ہو۔
۴۔ صنعت یا منڈی میں فرموں کا داخلہ آزادانہ نہ ہو۔
۵۔ عاملین پیدائش مکمل طور پر حرکت پذیر نہ ہوں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

مقابلے کے لحاظ سے منڈیوں کی اقسام:

اجارہ داری کی منڈی: اجارہ داری کی منڈی ایسی منڈی ہوتی ہے جس میں کسی فرد یا افراد کے گروہ کو کسی شے کی رسد پر مکمل کنٹرول ہو اور اُس شے کا کوئی قریبی نعم البدل بھی نہ ہو۔ اجارہ داریوں کی منڈی میں درج ذیل خوبیاں ہیں:

ا۔ ایک فرد یا افراد کا گروہ شے کی رسد پر مکمل کنٹرول رکھتا ہے۔
۲۔ شے کا کوئی قریبی نعم البدل نہیں ہوتا۔

مکمل مقابلے کی طرح خالص اجارہ داری کی منڈی بھی عملی زندگی میں تقریباً ناپید ہے کیونکہ موجودہ دور میں سائنس کی ترقی نے ہر شے کے متبادل پیدا کر دیے ہیں اور اشیاء پیدا کرنے کیلئے کئی ادارے وجود میں آ گئے ہیں۔ اس طرح خالص اجارہ داری کی صورت ختم ہو جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شے کے قریبی یا دور کے نعم البدل نکل آئے ہیں لیکن اجارہ داری کی بات کرتے ہوئے ہم دور کے نعم البدل کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ شے کے قریبی نعم البدل کو ہی شمار کرتے ہیں جو کوالٹی کے لحاظ سے عمدہ اور قیمت کے لحاظ سے سستا ہو۔ مثال کے طور پر واپڈا کو بجلی کی پیداوار اور رسد پر اجارہ داری ہے کیونکہ منڈی میں بجلی کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ اگرچہ کوئلہ، مٹی کا تیل وغیرہ بھی روشنی اور حرارت کیلئے استعمال ہو سکتے ہیں لیکن یہ سب دور کے نعم البدل ہیں۔

اجارہ داری کی قسمیں:

i۔ قدرتی اجارہ داری بعض ممالک کو قدرت کی طرف سے بعض اشیاء کی اجارہ داری عطا کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر بنگلہ دیش کو پٹ سن پیدا کرنے کے معاملے میں اجارہ داری حاصل ہے۔

ii۔ معاشرتی اجارہ داری: جب معاشرے کی فلاح و بہبود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی شے کی پیداوار اور تقسیم کے اختیارات ایک ہی فرم کو حاصل ہوں اور کوئی دوسرا ادارہ اس کام کو سرانجام دینے کا اختیار نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں معاشرتی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر بجلی پیدا کرنے اور تقسیم کرنے کے سلسلے میں واپڈا کو اجارہ داری حاصل ہے۔

iii۔ قانونی اجارہ داری: جب کوئی شخص نئی شے تیار کرتا ہے تو وہ اپنی ایجاد یا نئی شے کو رجسٹر کروالیتا ہے۔ اس طرح اس شخص یا فرم کو اپنی بنائی ہوئی شے پر قانونی اجارہ داری حاصل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک مصنف کتاب لکھتا ہے اور اس کتاب پر ''جملہ حقوق محفوظ'' کروالیتا ہے۔

iv۔ خودساختہ اجارہ داری: جب کوئی فرم اپنی بڑی جسامت کی بناء پر ہر شے کی قدر کم کر دے کہ دوسری فرمیں منڈی کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں تو ایسی صورت میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی، امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

فرم کو خود بخود منڈی میں اجارہ داری حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ جسے خود ساختہ اجارہ داری کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات بڑی بڑی فرمیں آپس میں گٹھ جوڑ کر کے مقابلے کا رجحان ختم کر دیتی ہیں۔

(ب) مکمل منڈی اور غیر مکمل منڈی:۔

مکمل منڈی اور غیر مکمل منڈی: مکمل منڈی وہ منڈی ہے جہاں مکمل مقابلہ پایا جائے اور مکمل مقابلے کی صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب منڈی میں مندرجہ ذیل شرائط پوری ہوتی ہوں۔

۱) شے کی تمام اکائیاں ایک جیسی ہوں، منڈی میں جو شے فروخت کرنے کے لئے لائی جا رہی ہو وہ ہر اعتبار سے ایک دوسرے کے برابر ہو۔

۲) **خریداروں اور فروخت کاروں کی کثرت ہو۔** منڈی میں خریداروں اور فروخت کاروں کی تعداد بہت زیادہ ہونے چاہئے تا کہ نہ خریدار اور نہ ہی دکاندار اپنے انفرادی عمل سے شے کی قیمت کو متاثر کر سکیں۔

۳) **صنعت میں نرخوں کا داخلہ آزادانہ ہے۔** نئی فرمیں جو کاروبار میں داخل ہونا چاہئے تو ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور جب کوئی فرم کسی صنعت کو چھوڑنا چاہئے تو اس کے لئے رستہ محدود نہ ہو۔

۴) **خریدار اور فروخت کاروں کو منڈی کے حالات کا مکمل علم ہو:** ہر خریدار یہ جانتا ہو کہ مختلف فرختکاروں کو علم ہو کہ دوسرے فروخت کار اس شے کو کس قیمت پر فروخت کر رہے ہیں خریدار اور فرشندہ کی ان معلومات کی بناء پر منڈی میں ایک قیمت رائج رہتی ہے۔

۵) **عاملین پیدائش کی نقل پذیری:** عاملین پیدائش کی نقل پذیری مکمل طور پر آزادنہ ہونی چاہئے تا کہ وہ کم معاوضے والے روزگار سے نکل کر زیادہ معاوضے والے روزگار میں جا سکیں حتی کہ ہر جگہ ان کے معاوضے برابر ہو جائیں۔

۶) طلب اور رسد کا عمل باہم آزادانہ ہو۔

غیر مکمل منڈی: غیر مکمل منڈی وہ ہے جس میں مکمل مقابلہ نہ پایا جاتا ہو دور حاضر میں بیشتر منڈیوں میں مقابلہ نامکمل ہوتا ہے عام صارفین اپنی ضرورت کی اشیاء کے بارے میں صحیح معلومات اور پہچان نہیں رکھتے اس لئے منڈی میں ایک قیمت رائج نہیں ہوتی غیر مکمل مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

۱) **شے ایک ہی قسم کی نہ ہو:** مختلف آجرین جس شے کو تیار کر رہے ہوں وہ یکساں قسم کی ہو بلکہ رنگ وزن اور لیبل کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں

۲) **خریداروں اور فروخت کار منڈی کے حالات سے واقف نہ ہوں:** غیر مکمل مقابلے میں تو خریدار کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مختلف دکاندار ایک قیمت وصول کر رہے ہیں اور نہ ہی ایک دکاندار کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا دکاندار ایک قیمت وصول کر رہا ہے۔

۳) **خریداروں اور فروخت کنندہ کی تعداد کم ہو:** تا کہ کوئی خریدار یا فروشندہ قیمت کو متاثر کر سکے یہی وجہ ہے کہ غیر مکمل مقابلے میں ایک شے کے مختلف برانڈوں کی مختلف قیمت ہوتی ہے۔

۴) **صنعت میں یا منڈی میں فرموں کو داخلہ آزادانہ نہ ہو:** غیر مکمل مقابلے میں جب کوئی فرم کاروبار میں داخل ہوتی ہے تو اسے مختلف قسم کی قدرتی اور مصنوعی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۵) **عاملین پیدائش مکمل طور پر حرکت پذیر نہ ہوں:** عاملین پیدائش میں نقل پذیر کا فقدان پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو عاملین جہاں کام شروع کرتے ہیں وہ وہاں کام کرتے رہتے ہیں۔

۶) **طلب اور رسد کی قوتیں آزادانہ ہوں:** طلب اور رسد کی قوتیں آزادانہ نہیں ہوتیں ان پر حکومت کی طرف سے مختلف پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں اس طرح قیمتوں میں یکسانیت ختم ہو جاتی ہے۔

(ب) اجارہ داری کے نقصانات:

۱) **معاشی ترقی میں رکاوٹ:** اجارہ داری کی ہمیشہ کوشش ہونی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ منافع کمائے اس مقصد کے پیش نظر وہ شے کی قیمت بڑھانے کے لئے شے کی رسد کو محدود کر دیتا ہے۔

۲) **دولت کا ارتکاز:** اجارہ داری کے تحت دولت چند بڑے بڑے سرمائے داروں کے ساتھ میں سمٹ کر رہ جاتی ہے اور ملک کی اکثریت غربت کا شکار ہو جاتی ہے

۳) **نقل پذیری کا فقدان:** اجارہ داری کے تحت عاملین پیدائش مخصوص قسم کی اشیاء و خدمات پیدا کرنے میں مصروف رہتے ہیں جن سے ان میں دوسرے پیشے یا دوسرے کارخانے میں جانے کا جذبہ سرد ہو جاتا ہے۔

۴) **نئے آجروں کی حوصلہ شکنی:** اجارہ داری اپنے سرمائے کی بدولت اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ وہ کسی نئے شخص کو کاروبار میں داخل نہ ہونے دے اس روش کے نتیجے میں نئے آجروں کو موقع نہیں ملتا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، ایم فل، ایم ایس کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقیں متعلقہ شعبوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۵) **اختراعات کی کمی:** اجارہ داری کے تحت مقابلے کا فقدان پایا جاتا ہے اس لئے جدت اور اخراجات کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

٦) **صارفین کا احساس محرومی:** اجارہ داری کے تحت صارفین اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو استعمال کریں جو اجارہ دار تیار کرتا ہے ان کا ذوق شوق پورا ہوئے بغیر رہ جاتا ہے۔

سوال نمبر 14:۔ مالتھس کا نظریہ آبادی بیان کریں۔ نیز اس نظریہ پر ایک تنقیدی جائزہ تحریر کیجیے۔

جواب: آبادی کے بارے میں سب سے پہلے جو نظریہ پیش کیا گیا، اسے مالتھس کا نظریہ آبادی کہتے ہیں۔ اس نظریہ کا خالق رابرٹ مالتھس (ROBERT MALTHUS) تھا۔ یہ نظریہ اپنے خالق کے نام سے منسوب ہے۔

مالتھس 1776ء میں ایک پادری گھرانے میں پیدا ہوا۔ 1798ء میں اقتصادیات کے پروفیسر کی حیثیت سے اس نے ایک مقالہ لکھا جس کا عنوان تھا (An Essay on the Principles of Population) یعنی "آبادی کے مسائل پا ایک مقالہ" پانچ سال بعد مالتھس نے اس مقالے میں چند ترمیمات کر کے اسے دوبار شائع کیا۔ اس طرح 1803ء میں مالتھس کا نظریہ آبادی اپنی حتمی شکل میں سامنے آیا۔

کاشان اکیڈمی

مالتھس کا نظریہ آبادی:۔ مالتھس کے نظریہ آبادی کے بنیادی نکات درج ذیل ہیں۔

1) آبادی میں اضافہ کا فطری جذبہ:۔ مالتھس کے مطابق ہر ذی روح اپنی نسل کی افزائش چاہتا ہے۔ یہی فطری جذبہ انسان میں بھی ہے۔ انسان بھی فطری تقاضوں کی مجبوری کے تحت اپنی نسل کی بقا اور توسیع کا خواہشمند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز اول سے ہی انسانی آبادی میں اضافہ کا رجحان چلا آ رہا ہے۔

0334-5504551

2) آبادی میں جیومیٹری کی رفتار سے اضافہ:۔ مالتھس نے آبادی کے بارے میں ایک حسابی کلیہ بھی پیش کیا ہے۔ اس کا خیال ہے۔ آبادی میں جیومیٹری کی رفتار سے اضافہ ہوتا ہے۔ یعنی آبادی دو سے چار، چار سے آٹھ، آٹھ سے سولہ، سولہ سے بتیس اور چونسٹھ اور ایک سو اٹھائیس ہو جاتی ہے۔

Download Free Assignments from

3) اشیاء خورد نوش میں حسابیہ رفتار سے اضافہ:۔ مالتھس کے بقول انسان کی آبادی تو جیومیٹری کی رفتار سے بڑھتی ہے۔ مگر اشیائے خوراک میں اضافہ حسابیہ رفتار سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یعنی اشیائے خوردونوش دو سے تین، تین سے چار، چار سے پانچ، پانچ سے چھ ہوتی ہیں۔ یہ اضافہ بہت سست رفتار ہے۔ اس طرح آبادی، خوراک کی مقدار کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔

Solvedassignmentsaiou.com

4) پچیس سال سے دگنی آبادی:۔ مالتھس کے نظریہ کا ایک بنیادی نکتہ یہ کہ انسانی آبادی ہر 25 سال میں دگنی ہو جاتی ہے۔ مالتھس نے یہ نتیجہ کئی ملکوں اور شہروں کی آبادی کا سال بہ سال مطالعہ کر کے اخذ کیا۔ ذرا غور سے دیکھا جائے تو دنیا کے کم و بیش سبھی علاقوں میں شادی کی اوسط عمر 20 سال کے لگ بھگ ہے۔ 25 کی عمر تک شادی شدہ جوڑے کے ہاں دو بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور آبادی دگنی ہو جاتی ہے۔

5) تاریک مستقبل:۔ مالتھس نے اپنے گہرے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دنیا اور انسانیت کا مستقبل مخدوش ہے۔ اس نے اپنے نتیجہ کی بنیاد ان دو مشاہدات کو بنایا جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی آبادی کا جیومیٹری کی رفتار سے بڑھنا اور اشیائے طعام میں حسابیہ رفتار سے اضافہ۔

6) مسئلے کا علاج:۔ مالتھس دنیا کے مستقبل سے مایوس ہے۔ مگر یہ چاہتا ہے کہ اگر کوشش کی جائے تو اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔ آبادی میں بے تحاشا اضافہ کو روکنے کے سلسلے میں دو طریقوں پر زور دیتا ہے۔

اول : احتیاطی تدابیر

دوئم : قدرتی علاج

احتیاطی تدابیر:۔ ان تدابیر سے مالتھس وہ طریقے مراد لیتا ہے۔ کہ جن کی مدد سے انسان اپنے طور پر آبادی میں سنگین اضافہ کی روک تھام کر سکتا ہے۔ ان میں یہ اقدامات شامل ہیں۔

i) شادی نہ کرنا:۔ اگر معاشرے کے کچھ لوگ شادی نہ کریں۔ تو آبادی میں اضافے کا انسداد کیا جا سکتا ہے۔

ii) شادی میں تاخیر:۔ اگر شادی کی عمر بڑھا دی جائے تو ہر شادی شدہ جوڑے ہاں کم پیدا ہوں گے۔

iii) ضبط نفس:۔ اگر میاں بیوی اپنے جنسی تعلقات پر از خود پابندی لگائیں تو آبادی میں مسلسل اضافہ کم ہو سکتا ہے۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

iv) خاندانی منصوبہ بندی:۔شادی شدہ جوڑے بچوں کی تعداد کے بارے میں منصوبہ بندی کریں۔

v) ضبطِ تولید:۔شادی شدہ جوڑے ایسے مصنوعی طریقے اختیار کریں کہ جن کو اپنانے سے حمل کے امکانات کم یا محدود ہو جائیں۔

قدرتی تدابیر:۔مالتھس آبادی میں بے ہنگم اضافہ کو روکنے کے لئے احتیاطی تدابیر پر بہت زور دیتا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ اگر اپنے مسئلے کو انسان خود حل نہ کرے تو پھر قدرت خود ہی اس کا علاج کرنے کی ذمہ داری سنبھال لیتی ہے۔آبادی کے ہولناک اضافے کو درست سطح پر رکھنے کے لئے قدرت جو اقدامات اختیار کرتی ہے۔انہیں قدرتی تدابیر کا نام دیا جاتا ہے۔

قدرت کے اقدامات میں بیماریاں،وبائیں،زلزلہ،آندھی،طوفان،غربت،قحط اور جنگیں شامل ہیں۔قدرت کے انتقامی اقدامات کی نوبت سے پیشتر ہی انسان کو احتیاطی تدابیر کے ذریعے اپنی آبادی کو مناسب سطح پر لے آنا چاہئے۔

جدید نظریہ آبادی:۔مالتھس کا نظریہ آبادی اہل مغرب کے لئے کسی قسم کی دلکشی نہیں رکھتا مگر مشرقی ممالک میں اس کا اثر ابھی تک سایہ فگن ہے۔بہر حال مشرقی ممالک بھی اپنے ہاں صنعتی انقلاب برپا کر کے معاشی صورت حال بہتر کر سکتے ہیں۔اور مالتھس کے آسیب سے پیچھا چھڑا سکتے ہیں۔جدید دور میں مالتھس کے نظریہ کی جگہ جس نظریے نے لی ہے،وہ پروفیسر کینن (CANNON) اور اس کے حامیوں نے پیش کیا ہے۔اسے جدید نظریہ آبادی کہا جاتا ہے۔

کاشان اکیڈمی

قومی وسائل کا تعلق:۔جدید نظریہ آبادی کے مطابق آبادی کا کوئی خاص حجم متناسب بھی کہلا سکتا ہے۔یا اسے تفریط آبادی یا پھر افراط آبادی بھی کہا جا سکتا ہے۔آبادی کی کسی بھی جسامت کو صرف تعداد کی بنا پر متناسب،یا پھر تفریط یا افراط کے انقلاب سے نہیں نوازا جا سکتا۔جب تک ہم آبادی کے حجم کا قومی وسائل سے تقابل نہ کر لیں۔

0334-5504551

جدید نظریہ آبادی کے مطابق دو امور کا لحاظ رکھ کر آبادی کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔کہ آبادی فاضل ہے۔مناسب ہے یا کم ہے،یہ امور درج ذیل ہیں۔

اول : قدرتی وسائل کی جسامت

Download Free Assignments from

دوئم : آبادی کا حجم

جدید نظریہ آبادی کے مطابق کسی بھی ملک کی آبادی معیاری آبادی ہونی چاہئے۔اگر آبادی معیاری سطح سے اوپر چلی جائے تو اسے افراط آبادی کا نام دیا جائے گا۔اور جب یہ آبادی معیاری سطح سے نیچے آ جائے تو اس کا نام تفریط آبادی رکھا جاتا ہے۔

Solvedassignmentsaiou.com

معیاری آبادی:۔معیاری آبادی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاتا ہے۔کہ کسی ملک کی آبادی اتنی ہو کہ وہ اپنے قدرتی وسائل کا بھرپور استعمال کر رہی ہو۔وسائل کے بھرپور استعمال کا نتیجہ اشیاء وخدمات کی زیادہ سے زیادہ (MAXIMUM) مقدار کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔قومی آمدنی کے علاوہ فی کس آمدنی بھی اپنی انتہائی سطح پر موجود ہوتی ہے۔اور لوگ نہایت بلند معیار زندگی کے عادی ہوتے ہیں۔

فاضل آبادی:۔کسی ملک کی آبادی معیاری آبادی سے اس وقت زیادہ ہوتی ہے۔جب اس کے تمام قدرتی وسائل کے زیر استعمال آنے کے بعد بھی بے شمار لوگ بیروزگار رہ جائیں۔قومی آمدنی تو بلند ہو مگر فی کس آمدنی پست ہو۔

تفریط آبادی:۔کسی ملک کی آبادی معیاری آبادی (Optimum Population) سے کم اس وقت ہوتی ہے۔جب قدرتی وسائل تو استعمال ہونے کے لئے موجود ہوں مگر فی الوقت ان سے استفادہ کرنے والے ہاتھ موجود نہ ہوں۔یعنی افراد اتنے تھوڑے ہوں کہ ان کو کام پر لگا کر بھی وسائل بغیر استعمال ہوئے رہ جائیں۔

معیاری آبادی کا تعین:۔معیاری آبادی (Optimum Population) کا تعین کرنے کے لئے آبادی کے حجم کے علاوہ قدرتی وسائل کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔اگر فی کس پیداوار یا فی کس آمدنی کے لحاظ سے ایک ملک معیاری آبادی کا حامل ہے۔تو قدرتی وسائل کے خاتمے سے یہی آبادی افراط آبادی کہلانے لگتی ہے۔خانہ جنگی،بیرونی حملہ،ہڑتالوں وغیرہ کے سبب قدرتی وسائل ضیاع کی نذر ہو جاتے ہیں۔اور آبادی میں رد و بدل ہوئے بغیر بھی وہ مناسب آبادی افراط آبادی کہلانے لگتی ہے۔

اگر قدرتی وسائل میں اضافہ ہو جائے،مثلاً نئی معدنیات،تیل یا پیٹرول کے ذخیرہ دریافت ہو جائیں تو کوئی ملک افراط آبادی کا شکار ہونے کے باوجود معیاری آبادی کا حامل کہلانے لگے گا۔

معیاری آبادی کا اطلاق:۔دوسرے لفظوں میں معیاری آبادی کسی خاص تعداد یا مقدار کا نام نہیں ہے۔بلکہ قدرتی وسائل اور آبادی کے باہمی تقابل سے معیاری آبادی کا تعین کیا جاتا ہے۔جدید نظریہ آبادی کی رو سے امریکہ جیسا ملک وسیع وسائل کے پیش نظر 30 کروڑ آبادی رکھنے کے باوجود ہو سکتا ہے۔کہ تفریط آبادی سے دوچار ہو۔اس کے برعکس قومی وسائل کی قلت کے پیش نظر پاکستان کی 16 کروڑ آبادی معیاری آبادی سے زیادہ کہلائے گی۔

میٹرک،ایف اے سے آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی،ایف اے،اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی،امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مشرقی ممالک میں مالتھس کے نظریہ کا اطلاق:۔ مغربی دنیا اس نظریہ سے بیزاری کا اظہار کر چکی ہے۔اہل مغرب کی بیزاری کی وجہ بھی سمجھ نہیں آتی۔ اس کے برعکس مشرقی ملکوں میں یہ نظریہ آج بھی درست ہے۔اہل مشرق میں تعلیم کی شدید کمی ہے۔شادی بیاہ کی عمر 18 سال کے لگ بھگ ہے۔زمینیں اپنی پیداواری صلاحیتوں سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔سیم اور تھور کا مسائل ان پر مستزاد ہیں۔

اہل مغرب مشرق کی ایسی صورت حال پر یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ مالتھس کا نظریہ مغربی ملکوں میں تو ناکام ہو چکا ہے۔مگر مالتھس کا بھوت ابھی تک مشرقی ممالک کا پیچھا کئے ہوئے ہے۔

سوال نمبر 15 (الف) خالی جگہیں پر کیجیے۔ **(10)**

(i) جب اشیاء کم مقدار میں معمولی عمل پیدائش سے تیار ہوں تو اسے **چھوٹے پیمانے** کی پیدائش کہا جاتا ہے۔

(ii) حمل ونقل اور رسل ورسائل کی کفالتیں **بیرونی یا خارجی** کفالتیں کہلاتی ہیں۔

(iii) قانون تکثیر حاصل کو قانون **تقلیل مصارف** بھی کہا جاتا ہے۔

(iv) فرم کے اوسط مصارف = **کل مصارف** / **پیداوار کی اکائیاں**

(v) ملک میں ایک ہی قسم کا کاروبار کرنے والی تمام فرموں کے مرکب کو **صنعت** کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 1:۔خالی جگہیں پر کریں۔

1۔پیمانہ پیدائش،پیدائش دولت کا **مقداری** پہلو ہے۔

2۔قانون تقلیل حاصل کا خط انتہائی نقطہ سے **دائیں جانب نیچے** کی طرف گرتا جاتا ہے۔

3۔جب اوسط لاگت گرتی جاتی ہے تو مختتم لاگت اس سے بھی زیادہ **تیزی** سے گرتی ہے۔

4۔اگر 10 مزدوروں کی کل پیداوار 100 من چاول ہو تو اوسط پیداوار **10 من** ہوگی۔

5۔فرم اس وقت توازن میں ہوگی جہاں اس کی مختتم وصولی اس کے **مختتم لاگت** کے برابر ہو۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

ب:۔مناسب بیان کی نشاندھی کریں۔

1۔قلیل عرصہ میں فرم اپنے پیمانہ پیدائش کو بدل سکتی ہے۔ **نہیں**

2۔اگر مخصوص عاملین پیدائش کی مدد سے پہلی مرتبہ بارہ میٹر کپڑا حاصل ہو،اس کے بعد دس میٹر پھر آٹھ میٹر تو کیا اسے قانون یکسانی حاصل کہہ سکتے ہیں۔ **نہیں**

3۔مکمل منڈی میں مختتم وصولی کا خط اوسط وصولی اور اس کی مختتم وصولی کے برابر ہوتی ہے۔ **نہیں**

4۔غیر مکمل مقابلہ میں فرم کی اوسط وصولی اس کی مختتم وصولی کے برابر ہوتے ہے۔ **نہیں**

5۔پیمانہ صغیر کا کاروبار طویل مدت تک زندہ سلامت رہتا ہے۔کیا یہ بیان درست ہے؟ **ہاں**

(ب) درست بیان کی نشان دہی کیجیے۔ **(10)**

(i) پیداوار زیادہ ہو یا کم معین مصارف تبدیل نہیں ہوتے۔ **درست**

(ii) قانون تکثیر حاصل کا اطلاق عموماً صنعت کے شعبہ میں ہوتا ہے۔ **غلط**

(iii) طویل عرصہ وہ عرصہ ہے جس میں فرم اپنے پیمانہ پیدائش کو بدل نہیں سکتی ہے۔ **غلط**

(iv) جب اوسط پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو تو مختتم پیداوار اوسط پیداوار کے برابر ہو جاتی ہے۔ **غلط**

(v) طویل المعیاد اوسط مصارف کا خط قلیل المیعاد اوسط مصارف کے خط سے کم چپٹا (Less Flatter) ہوتا ہے۔ **درست**

سوال نمبر 16- پیمانہ پیدائش سے کیا مراد ہے نیز پیمانہ پیدائش ء کا تعین کرنے والے عوامل پر ایک بحث قلم بند کیجیے۔ **(20)**

جواب:

پیمانہ پیدائش کا تعین:۔ پیمانہ پیدائش کا تعین ناظم کے لئے بڑی کاروباری سوجھ بوجھ اور ناظم انا دور اندیشی کا تقاضا کرتا ہے۔کیونکہ پیمانہ پیمائش کے تعین میں مندرجہ ذیل عوامل کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

1:۔ فنی عوامل   2:۔ قدرتی عوامل

3:۔ انتظامی عوامل   4:۔ نقل وحمل کے عوامل

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ،ایف اے ، بی اے ، ایم اے ، بی ایڈ ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

5:۔ مالی عوامل 6:۔ طلب کے عوامل

پیمانہ پیدائش کے تعین کے عوامل

1:۔فنی عوامل:۔ پیداوار کی مقدار کا تعلق براہ راست فنون پیداوار سے ہے یہ جس قدر جدید اور تکنیک جتنی اعلیٰ ہوگی ۔شے کی مقدار اسی قدر زیادہ ہو سکے گی ۔بعض ملکوں میں فنی عوامل بڑے اعلیٰ اور جدید نوعیت کے ہیں جس کے نتیجے میں وہاں اشیاء بڑے پیمانے پر تیار ہوتی ہے۔جاپان ۔جرمنی اور امریکہ میں برقی آلات بنانے کی تکنیک اتنی ترقی یافتہ ہے کہ وہاں ہر سال درجنوں نئے ماڈل کی اشیاء لاکھوں کی تعداد میں تیار ہوتی ہیں۔اس کے برعکس جن ملکوں میں پیداواری فنون پرانی وضع کے ہوں ۔وہاں اشیاء کی پیدائش کا پیمانہ اکثر چھوٹا ہوتا ہے۔یاد رہے کہ بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں۔جن کو پیمانہ کبیر پر تیار کرنے کا امکان ہوتا ہے۔اور بعض ایسی اشیاء بھی ہوتی ہیں۔جن کو کسی بھی صورت بڑے پیمانہ پر تیار نہیں کیا جا سکتا۔کیونکہ نہ تو جدید فن ان کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔اور نہ ہی مشینیں ان کا معیار پورا کر سکتی ہیں۔مثلاً مجسمہ سازی۔قالین بانی۔جواہر تراشی اور کشیدہ کاری کی اشیاء ایسی اشیاء ہیں جو ذاتی مہارت اور خصوصی توجہ سے تیار ہوتی ہیں۔انہیں بڑے پیمانے پر تیار نہیں کیا جا سکتا۔اس کے برعکس کپڑے۔سائیکلیں۔ٹریکٹر۔گاڑیاں۔ریڈیو۔ٹی وی۔اور جوتے ایسی اشیاء ہیں۔جو جدید اور بڑے پیمانے پر پیدا ہو سکتی ہیں۔اس لئے محض ترقی یافتہ فن ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔کہ آیا کوئی شے جدید فنون سے تیار ہو سکتی ہے۔یا نہیں۔

2۔قدرتی عوامل:۔ پیدائش دولت کا عمل فنی ترقی کے باوجود قدرتی عوامل کے تابع ہے۔اگر کسی ملک میں سائنسی ماہرین بہترین فنون پیداوار ایجاد کر لیں۔مگر وہاں قدرتی وسائل موجود نہ ہوں یا کم مقدار میں ہوں تو محض فنی عوامل کی موجودگی بڑے پیمانے پر اشیاء پیدا کرنے کا سبب نہیں بن سکتی جن اشیاء کے تیار کرنے کے لئے ضروری خام مال وافر مقدار میں موجود ہو ان کو بڑے پیمانے پر تیار کیا جا سکتا ہے۔مثلاً پاکستان میں خام روئی بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔اس کے نتیجے میں کپڑا بھی پیمانہ کبیر پر تیار ہوتا ہے۔بنگلہ دیش میں پٹ سن بہت پیدا ہوتی ہے۔لہذا وہاں پٹ سن کی مصنوعات بڑے بھی پیمانے پر بنتی ہیں۔قدرتی عوامل دراصل عاملین پیداوار کی صورت میں ہوتے ہیں جن کا معیار اور مقدار پیمانہ پیداوار کے تعین میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

3۔انتظامی عوامل:۔ پیمانہ پیدائش کے تعین میں انتظامی قوتیں بڑا موثر کردار ادا کرتی ہیں۔واحد ناظم ۔شراکت اور لمیٹڈ کمپنیاں انتظامی اعتبار سے مختلف استعداد کی حامل ہوتی ہیں۔انتظامی مہارت استعداد جو ایک معیاری قوت ہے۔موجودہ دور میں مقدار پیداوار پر اثر انداز ہوتی ہے۔اسی اعتبار سے انتظامی معاشیات کا علم ایک مفید علم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے

4۔نقل وحمل کے عوامل:۔ دراصل اشیاء کی پیداوار کا تعلق اشیاء کی طلب سے براہ راست منسلک ہے جس قدر کسی شے کی طلب وسیع ہوگی ۔اسی قدر اس کی پیداوار بڑھانے کی گنجائش ہوگی ۔طلب کی اس وسعت کا انحصار ذرائع خبر رسانی اور حمل ونقل سے بھی ہوتا ہے۔اشیاء کو بڑے پیمانے پر تیار کر کے ذخیرہ نہیں کیا جاتا بلکہ طلب کے مطابق منڈی تک پہنچایا جاتا ہے۔اشیاء کو منڈی کے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے میں خشکی ۔آبی اور ہوائی راستے اور تیز ٹرانسپورٹ کے ذرائع کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔جس شے کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانا آسان اور سستا ہو اسے اکثر بڑے پیمانے پر تیار کیا جاتا ہے۔اور جس شے کی انتقال پذیری مشکل اور مہنگی ہو اسے چھوٹے پیمانے پر تیار کیا جاتا ہے۔

5۔مالی عوامل:۔ فرم کے مسائل میں سرفہرست مسئلہ سرمایہ کے حصول کا مسئلہ ہوتا ہے۔جس سے پیمانہ پیداوار کے تعین میں مدد ملتی ہے آیا فرم کی جسامت چھوٹی ہو یا بڑی؟ شے زیادہ مقدار میں پیدا کیا جائے یا تھوڑی؟اس کا فیصلہ تو ناظم کے مالی وسائل کرتے ہیں۔فنون پیداوار کتنے ہی جدید کیوں نہ ہوں۔قدرتی وسائل کتنے ہی وافر کیوں نہ ہوا اور انتظامی استعداد کتنی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو۔یہ سب عوامل اسی صورت میں بروئے کار لائے جا سکتے ہیں۔جب مالی وسائل موجود ہوں جس شے کی تیاری کے لئے مالی ادارے سرمایہ فراہم کرنے میں فراخ دلی سے تعاون کریں۔اس کی پیدائش بڑے پیمانے پر ہوتی ہے۔اور اس کے برعکس جس چیز کی تیاری کے لئے مالیات فراہم کرنے والے آمادہ نہ ہوں۔اس کو پیمانہ صغیر پر تیار کیا جاتا ہے۔

6۔طلب کے عوامل:۔ کسی شے کو اسی صورت میں بڑے پیمانے پر تیار کیا جاتا ہے۔جب اس کی منڈی وسیع ہو۔منڈی کی وسعت کا انحصار طلب پر ہے۔طلب کا تعین نفسیاتی پہلو سے ہے اور رسد کا تعلق فنی پہلو سے ۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے۔کہ پیمانہ پیداوار کے تعین میں شے کی طلب اور رسد دونوں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔اگر کسی شے کی طلب لاکھوں کروڑوں انسان کرتے ہوں تو اسے بڑے پیمانے پر پیدا کرنا سود مند رہتا ہے۔مثلاً کاریں ۔کتابیں۔ پنکھے۔اس کے برعکس اگر کوئی شے کسی مخصوص علاقے کے لوگ طلب کرتے ہوں تو اسے چھوٹے پیمانے پر پیدا کیا جائے گا۔مثلاً کوہاٹی چپل ۔نسوار ،سواتی ٹوپی وغیرہ

سوال نمبر 17- قوانین حاصل کی تعریف کیجیے۔نیز قانون تکثیر حاصل کی ایک ٹیبل اور ڈائیگرام کی مدد سے وضاحت کیجیے۔ (20)

جواب:۔

قوانین حاصل:۔ زمین ،محنت ،سرمایہ اور تنظیم یعنی چاروں عاملین پیدائش کو یکجا کرنے سے اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔اشیاء پیدا کرتے وقت ایک آجر کے سامنے صرف یہ مقصد ہوتا ہے۔کہ وہ زیادہ سے زیادہ منافع کمائے۔زیادہ منافع حاصل کرنے کیلئے وہ پیداوار بڑھاتا ہے۔پیداوار کو بڑھانے کے لئے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ وہ ایک یا دو عاملین پیدائش کی پیداوار کی مقدار بڑھاتا ہے۔جبکہ عاملین پیدائش کی مقدار برقرار رہتی ہے۔اس طرح پیداوار میں اضافہ عاملین پیدائش میں اضافے کی نسبت کبھی زیادہ ہوتا ہے۔کبھی کم اور کبھی اس اضافے کی شرح یکساں رہتی ہے۔پیداوار کے ان تینوں رجحانات کو تین قوانین حاصل یا قوانین پیداوار سے ظاہر کیا جاتا ہے۔وہ یہ ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(1) قانون تکثیر حاصل

(2) قانون یکساں حاصل

(3) قانون تقلیل حاصل

قانون تکثیر حاصل:۔ عمل پیدائش کے دوران یہ بات عام طور پر دیکھنے میں آئی ہے۔ کہ جب ایک یا دو عاملین پیدائش کو معین (Fixed) رکھا جائے اور باقی ایک یا دو عاملین پیدائش کی مقدار میں اضافہ کیا جائے تو متغیر (Variable) عاملین پیدائش کی ہر اکائی کے ساتھ پیداوار میں اضافے کی شرح یعنی مختتم پیداوار بڑھتی جاتی ہے۔ پیداوار کے اس رجحان کو ہم تکثیر حاصل کہتے ہیں۔

تکثیر حاصل کی عملی شکل عام طور پر صنعت کے شعبہ میں نظر آتی ہے۔ وہ یوں کہ مشینوں کی صورت میں معین عامل پیدائش ی کافی بڑی تعداد دستیاب ہوتی ہے۔ جنہیں ٹکڑوں میں تقسیم کرنا ممکن نہیں ہوتا۔یعنی وہ غیر تقسیم پذیر (Indivisible) ہوتی ہیں۔اس لئے جب ان کے ساتھ متغیر عامل پیدائش (مزدور) یکے بعد دیگر کام پر لگائے جاتے ہیں۔تو ہر اگلے مزدور کی پیداوار یعنی مختتم پیداوار بڑھتی جاتی ہے۔کیونکہ متغیر عامل کی زیادہ اکائیاں ہی معین عامل کی ایک بڑی اکائی سے پورا پورا استفادہ کرسکتی ہیں۔

گوشوارے اور ڈایا ئیگرام سے وضاحت:۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

معین عامل (مشینیں)	متغیر عامل مزدور	کل پیداوار	مختتم پیداوار
5	1	4	4
5	2	10	6 =4-10
5	3	18	8 =10-18
5	4	28	10 =18-28
5	5	40	12 =28-40

اس گوشوارے میں معین عامل یعنی مشینوں کی تعداد پانچ ہے اور یہ تعداد برقرار رہتی ہے۔لیکن متغیر عامل یعنی مزدوروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ پانچ مشینوں پر جب ایک مزدور کام کرتا ہے تو ظاہر ہے۔کہ وہ بالکل ناکافی ہے اس لئے کارخانے کی کل پیداوار محض جوتوں کے 4 جوڑے ہیں۔مشینوں سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مزدوروں کی تعداد بڑھا کر دو کردی جاتی ہے۔جس سے کارخانے کی کل پیداوار 10 جوڑے ہوجاتی ہے۔گویا دوسرے مزدور کی اپنی پیداوار 10-4 = 6 ہے اس رجحان سے کارخانے کے مالک کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔اور وہ مزدور کی تعداد بڑھا کر تین کردیتا ہے۔3 مزدور کل 18 جوڑے تیار کرتے ہیں۔اس طرح تیسرے مزدور اپنی پیداوار یعنی مختتم پیداوار 18-10=8 ہے۔گویا ایک خاص حد تک ہر اگلے مزدور کی پیداوار بڑھتی ہے اس لئے رجحان قانون تکثیر حاصل کی عکاسی کرتا ہے۔ گوشوارے سے جو ڈائیگرام بنتا ہے وہ یہ ہے۔

تکثیر پیداوار کا خط

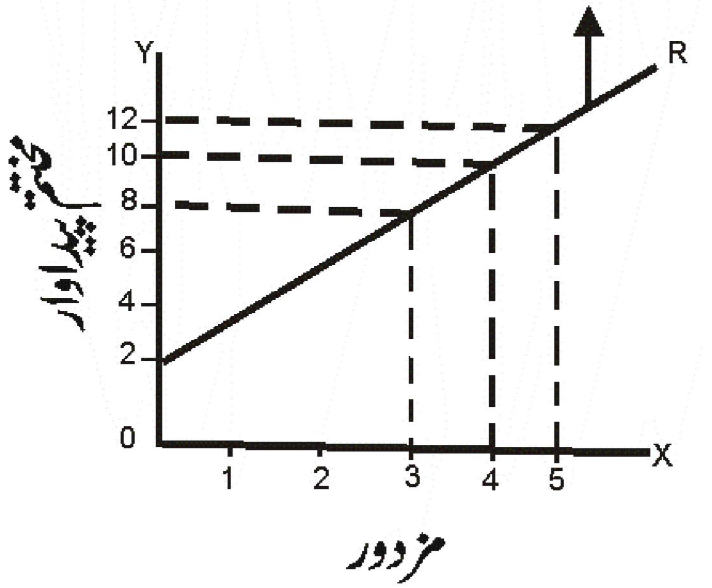

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی اور ایم ایس کی تمام اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

اس ڈائیگرام میں افقی خط ox مزدوروں کی تعداد اور عمودی خط oy پر ہر مزدور کی اپنی پیداوار، یعنی مختتم پیداوار کو ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ پہلے مزدور کی پیداوار 4 جوڑے ہے۔ اس لئے نمبر ایک اور 4 کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے ٹوٹی ہوئی لائنوں سے ox اور oy کے متوازی خطوط کھینچے گئے ہیں۔ اس طرح نقطہ I پیدا ہوتا ہے۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ پہلے مزدور کی پیداوار 4 جوڑے ہے۔ اسی طرح ہر ایک مزدور کو اس کی مختتم پیداوار کے ساتھ افقی اور عمودی طور پر متوازی خطوط سے ملایا گیا ہے۔ اس طرح جو نقطے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں آپس میں ملانے سے خط IR بنتا ہے۔ یہ تکثیر حاصل یا تکثیر پیداوار کا خط ہے۔ یہ خط بائیں سے دائیں طرف اوپر کو اٹھتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مزدوروں کی تعداد میں اضافے سے ان کی مختتم پیداوار بڑھ رہی ہے۔

قانون تکثیر حاصل کو قانون تقلیل مصارف کیوں کہتے ہیں؟:۔ قانون تکثیر حاصل کو قانون تقلیل مصارف (Law of Dimnishing Cost) بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مزدور کی اجرت تو ایک جیسی رہتی ہے۔ جب کہ ہر اگلے مزدور کی مختتم پیداوار بڑھتی جاتی ہے۔ اس طرح پیداوار کی فی اکائی مصارف (Marginal Cost) کم ہو جاتے ہیں۔ اس بات کی وضاحت کے لئے ہم فرض کرتے ہیں کہ جوتوں کے اس کارخانے میں 200 روپے اجرت دی جاتی ہے۔ جو تبدیل نہیں ہوتی۔ اس طرح قانون تکثیر حاصل کے تحت مختتم مصارف کے گرنے کو مندرجہ ذیل گوشوارے میں دکھایا گیا ہے۔

معین عامل (مشین)	متغیر عامل مزدور۔۔اجرت	مختتم پیداوار (جوتوں کے جوڑے)	مختتم مصارف (فی جوڑا)
5	پہلا۔۔۔۔ 200 روپے	4	$\frac{200}{4}$ = 50 روپے
5	دوسرا۔۔۔۔ 200 روپے	6	$\frac{200}{6}$ = 33.3 روپے
5	تیسرا۔۔۔۔ 200 روپے	8	$\frac{200}{8}$ = 25 روپے
5	چوتھا۔۔۔ 200 روپے	10	$\frac{200}{10}$ = 20 روپے
5	پانچواں۔۔۔ 200 روپے	12	$\frac{200}{12}$ = 16.7 روپے

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

اس گوشوارے میں مشینوں کی تعداد پانچ ہے۔ ان پر ایک ایک کر کے مزدور لگائے جاتے ہیں۔ ہر مزدور کو 200 روپے اجرت دی جاتی ہے۔ پہلا مزدور 5 مشینوں سے 4 جوڑے تیار کرتا ہے۔ اپنی اجرت یعنی 200 روپے وصول کرتا ہے۔ اس طرح جوتوں کے ایک جوڑے کی لاگت 50 روپے ہے جب دوسرا مزدور کام پر لگایا جاتا ہے تو اس کی اپنی پیداوار یعنی مختتم پیداوار 6 جوڑے ہے۔ اس مزدور کو بھی 200 روپے اجرت ملتی ہے۔ لہٰذا اگلے مزدور کی پیداوار بڑھنے سے فی جوڑا مختتم مصارف کم ہو کر 33.3 روپے رہ جاتے ہیں۔ اس طرح ہر اگلے مزدور کی پیداوار قانون تکثیر حاصل کے مطابق بڑھ رہی ہے۔ جب کہ اگلے مزدور کی اجرت 200 روپے رہتی ہے۔ لہٰذا فی جوڑا مختتم مصارف گرتے جاتے ہیں۔ چونکہ مختتم مصارف کم ہو رہے ہیں اس لئے قانون تکثیر حاصل کو ہم قانون تقلیل مصارف بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر 18-فرم کے کل مصارف، متغیر مصارف اور معین مصارف کی تعریف کیجیے۔ نیز مندرجہ ذیل گوشوارے کو مکمل کر کے ڈائیگرام میں تبدیل کیجیے۔ (20)

پیداوار کی اکائیاں	کل مصارف	معین مصارف	متغیر مصارف
1	2	3	4
1	80	30	50
2	---	30	55
3	---	---	62
4	--	--	78
5	130	30	100

جواب:۔کل مصارف:۔

معین مصارف اور متغیر مصارف کے حصے ہیں۔ یعنی معین اور متغیر مصارف کو یکجا کرنے سے کل مصارف حاصل ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کپڑے کے کارخانے میں معین مصارف 30 لاکھ روپے اور متغیر مصارف 20 لاکھ روپے ہوں تو کل مصارف 50 لاکھ روپے ہوں گے۔

یعنی کل مصارف = کل معین مصارف + کل متغیر مصارف

50 لاکھ روپے = 30 لاکھ + 20 لاکھ

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یہاں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آل انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

متغیر مصارف:۔ متغیر مصارف کا دوسرا نام مقدم مصارف بھی ہے۔لفظ متغیر کے لغوی معنی ہیں "بدلنے والا" یہ وہ اخراجات ہیں۔جو پیداوار بدلنے کے ساتھ بدل جاتے ہیں۔یعنی پیداوار زیادہ ہو تو یہ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔اور پیداوار کم ہو تو یہ اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔متغیر مصارف میں مندرجہ ذیل مصارف شامل ہیں۔

الف)خام کپاس یا سوت کی خرید پر خرچ ب)مزدوروں کی تنخواہوں پر خرچ ج)حمل ونقل کے اخراجات پر خرچ د)بجلی پر خرچ	زیادہ کپڑا بنانے کے لئے زیادہ سوت خرچ ہو گا۔زیادہ مزدوروں کو کام پر لگانا ہو گا۔بجلی بھی زیادہ خرچ ہو گی۔اور جب کم کپڑا تیار ہو گا تو یہ اخراجات بھی کم ہوں گے۔

پس قلیل عرصے کے نقطہ نظر سے کل لاگت پیداوار = معین + متغیر لاگت

مثال:۔ فرض کیجئے ایک کپڑا بنانے والی فرم 10,000 گز کپڑا بنانے پر 40000 روپے معین عوامل پر خرچ کرتی ہے۔اور 60,000 روپے متغیر عوامل پیداوار پر تو اس صورت میں فرم کے

کل مصارف = 40000 + 60000 = 100000 روپے ہوں گے۔

معینہ مصارف :۔ معین مصارف کا دوسرا نام ضمنی مصارف بھی ہے۔لفظ معینہ کے لغوی معنی ہیں۔جو مقرر ہو یعنی تبدیل نہ ہو۔یہ وہ مصارف ہیں جو پیداوار کے بدلتے کے ساتھ بدلنے کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتے۔

یعنی پیداوار زیادہ ہو یا کم یہ مصارف وہی رہتے ہیں۔اس میں مندرجہ ذیل قسم کے مصارف میں کہلاتے ہیں۔

الف)کارخانے کی عمارت کی لاگت ب)مشینوں اور آلات کی لاگت ج)منیجر کی تنخواہ د)کارخانے کے مستقل عملے کی تنخواہ ر)تشہیر بازی پر خرچ	یہ وہ اخراجات ہیں جو ہر حالت میں فرم کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔خواہ پیداوار زیادہ ہو یا کم۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

گوشوارہ

پیداوار کی اکائیاں	کل مصارف	معین مصارف	متغیر مصارف
1	2	3	4
1	80	30	50
2	**85**	30	55
3	**92**	**30**	62
4	**108**	**30**	78
5	130	30	100

ڈائیگرام:۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، الف ایک اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

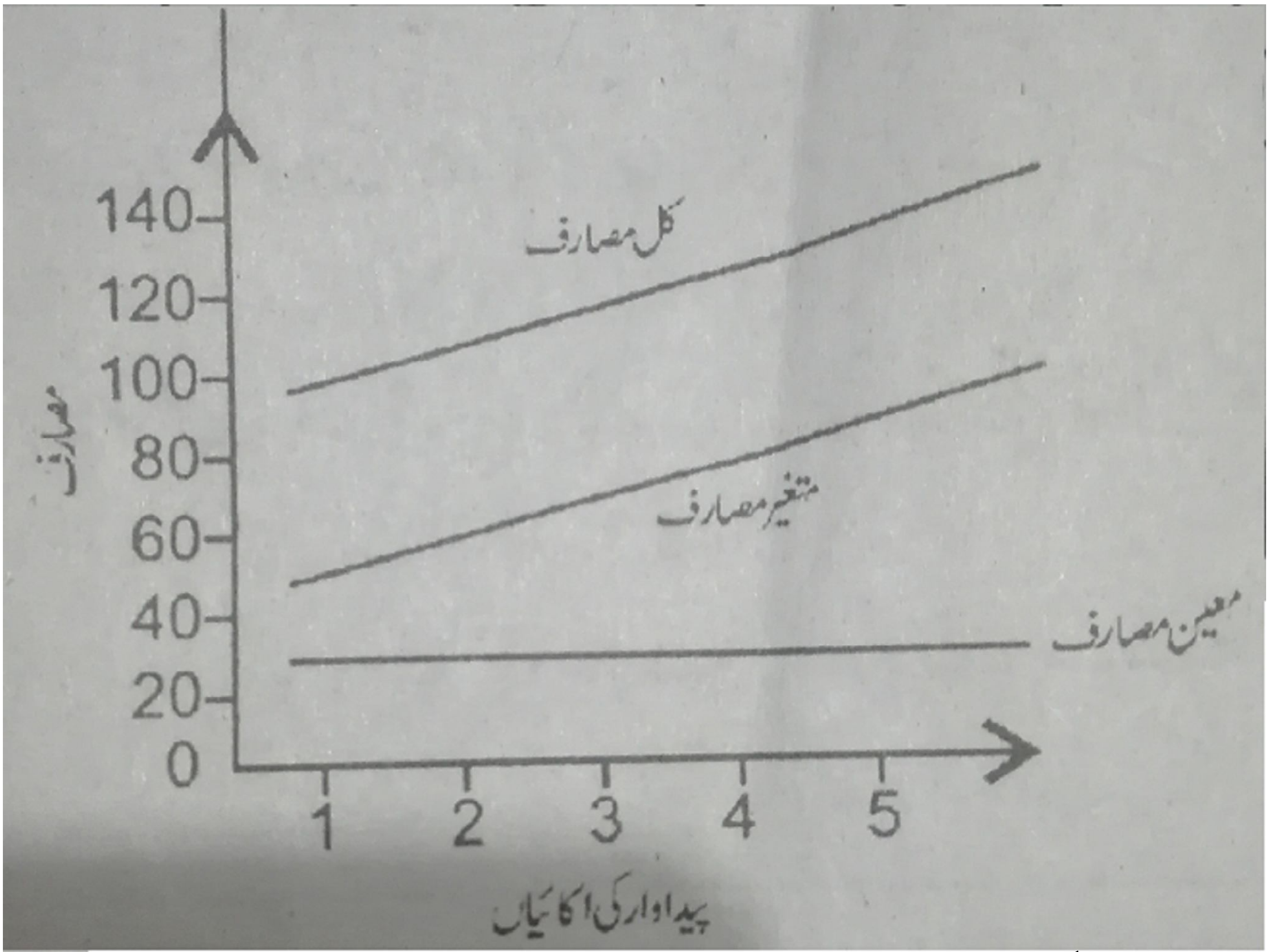

solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 19- مکمل مقابلہ کے تحت فرم کے توازن کی وضاحت مندرجہ ذیل صورتوں میں کیجیے۔ (20)

الف۔ قلیل عرصہ میں توازن (معمول کے منافع کی صورت میں) ب۔ عرصہ طویل میں توازن

جواب:۔

مکمل مقابلہ کے تحت فرم کا توازن:۔ مکمل مقابلہ میں کاروبار کرنے والی فرم جب عرصہ قلیل میں اپنی پیداواری مقدار کو بڑھا یا گھٹا کر طلب سے متوازن کرتی ہے۔تو اسے قلیل المیعاد توازن کہتے ہیں۔توازن کی حالت کو پہنچنے کیلئے فرم متغیر عوامل کی مقدار کو کم پیش کر کے پیداوار کو طلب سے ہم آہنگ کرتی ہے۔لیکن اس دوران معینہ عوامل، مثلا مشینوں کی تعداد، کارخانے کی عمارت کا سائز اور انتظامی و مستقل عملہ وغیرہ میں کوئی تبدیلی واقع نہیں۔توازن کی حالت میں فرم مکمل مقابلہ کی کیفیات سے پوری طرح فائدہ اٹھاتی ہے۔فرم اپنے متغیر عوامل کی مقدار اور پیداوار کو اس طرح گھٹاتی بڑھاتی ہے۔کہ اسے ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہو جائے۔

فرم کے توازن کا مفہوم:۔ کسی بھی فرم کا مدعا زیادہ منافع کمانا ہوتا ہے۔مدعا کی تکمیل کی خاطر فرم کے لئے جو تین طریقے ممکن ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرم منافع بڑھانے کے لئے قیمت فروخت کو بڑھائے لیکن مکمل مقابلہ میں کام کرنے والی فرم کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ منڈی میں مروجہ قیمت کو متاثر کر سکے۔مکمل مقابلہ میں فرموں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔اور ہر فرم منڈی کی کل رسد کا معمولی سا حصہ فراہم کرتی ہے۔اس لئے اسے اپنے انفرادی فعل سے قیمت میں کمی یا بیشی کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔منافع بڑھانے کے لے فرم اپنے مصارف پیدائش میں کمی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔اور اس حد تک پیداوار کو بڑھاتی ہے جب تک اس کے مختتم مصارف (یعنی پیداوار کی آخری اکائی پر آنے والی لاگت) مروجہ قیمت کے برابر نہ ہو جائیں۔اگر مختتم مصارف قیمت سے کم ہوں گے تو فرم کے لئے منافع کے مواقع موجود ہوں گے۔لہذا وہ پیداوار کو بڑھائے گی۔اور تمام ممکنہ منافع کمائے گی۔چونکہ ایک خاص حد کے بعد فرم کے اوسط اور مختتم مصارف بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔اس لئے توازن قائم ہونے کے بعد پیداوار کو بڑھانا نقصان کا باعث بنتا ہے۔لہذا فرم کے لئے پیداواری حدف مقام توازن ہوتا ہے۔توازن قائم ہو جانے کے بعد فرم اپنی پیداوار میں کمی بیشی نہیں کرتی۔کیونکہ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا مجموعی منافع کم ہو جاتا ہے۔

فرم کا قلیل المیعاد توازن:۔ فرم کے توازن سے مراد وہ کیفیت ہے جب فرم اپنے سائز کی مناسبت کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ کل منافع کما رہی ہو۔(یا اگر نقصان کی حالت ناگزیر ہو تو کم سے کم نقصان برداشت کر رہی ہو) توازن کی حالت میں فرم کی پیداوار کو متوازن پیداوار کہتے ہیں۔توازن کے قائم ہو جانے کے بعد پیداوار میں کمی بیشی کرنے سے کل منافع کم ہو جاتا ہے۔

مختتم مصارف اور مختتم وصولی کا طریقہ:۔ اگر مختتم مقداروں کے لحاظ سے فرم کے توازن کا مطالعہ کیا جائے تو توازن اس مقام پر واقع ہوتا ہے۔جہاں مختتم وصولی مختتم مصارف کے برابر ہو جائے۔مختتم وصولی سے مراد پیداوار کی آخر اکائی کے بکنے سے ہونے والی وصولی ہے۔اور مختتم مصارف سے مراد پیداوار کی آخری اکائی پر آنے والے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مصارف ہیں۔ جب تک ہر اگلی اکائی (مختتم اکائی) سے حاصل ہونے والی وصولی (مختتم وصولی) اس کے مصارف اور (مختتم مصارف) سے زیادہ ہوگی۔ فرم کے لئے پیداوار بڑھانا منافع بخش ہوگا۔ اس لئے فرم کا آجر اس حد تک پیداوار بڑھاتا جائے گا۔ مختتم وصولی مختتم مصارف کی حالت آ پہنچے گی۔ فرم کے توازن کی ایسی حالت کی وضاحت ڈائیگرام کی مدد واضح کی جاتی ہے۔

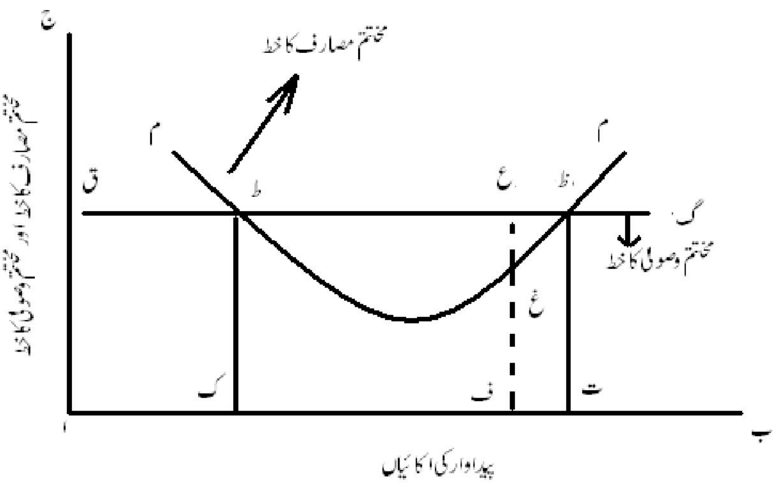

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

اس ڈائیگرام میں ہم الف ب محور پر پیداوار کی اکائیوں اور الف ج محور پر مختتم وصولی اور مختتم مصارف کی پیمائش کرتے ہیں۔ خط م م ہماری مفروضہ فرم کے مختتم مصارف کا خط ہے۔ اور ق ل مختتم وصولی کا خط ہے۔ فرم کا توازن ہمیشہ اس وقت قائم ہوتا ہے۔ جب اس کی مختتم وصولی مختتم مصارف کے برابر ہو جائے گی۔

ڈائیگرام میں مختتم وصولی کا ق گ مختتم مصارف کے خط م م کو نقاط پر قطع کرتا ہے۔ یہ نقاط ط اور ظ ہیں۔ ان دونوں نقاط پر فرم کی مختتم وصولی مصارف کے برابر ہے۔ لیکن توازنی نقطہ ط پر واقع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ الف ی مقدار پیدا کرنے تک فرم نے کوئی منافع نہیں کمایا بلکہ نقصان برداشت کرتی رہی ہے۔ کیونکہ نقطہ ط سے پہلے مختتم مصارف مختتم وصولی سے زیادہ ہیں۔ البتہ اگر پیداوار الف ی مقدار سے بڑھائی جائے تو منافع کے مواقع موجود ہیں۔ اگر پیداوار الف ف ہو تو فرم ع غ فاصلے کے برابر منافع کما رہی ہے۔ چونکہ ابھی منافع کے مزید امکانات موجود ہیں۔ اس لئے پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے حتیٰ کہ فرم نقطہ ظ پر توازن کی حالت اختیار کرے گی اس وقت متوازن پیداوار الف ت ہے۔ پیداوار کو الف ت مقدار سے بڑھانا نقصان کا باعث ہوگا۔ کیونکہ نقطہ ظ سے آگے مختتم مصارف مختتم وصولی سے زیادہ ہیں۔ لہٰذا مکمل مقابلے میں کام کرنے والی فرم کے توازن کی شرط یہ ہے کہ مختتم مصارف مختتم وصولی بشرطیکہ مختتم مصارف کا خط مختتم وصولی کے خط کو نیچے سے آکر قطع کرے نہ کہ اوپر سے۔

قلیل المیعاد توازن کی کیفیات: فرم کے توازن سے مراد فرم کی وہ حالت ہے جب وہ زیادہ سے زیادہ منافع کما رہی ہو یا اگر نقصان کے حالات ہیں۔ تو فرم کم سے کم نقصان اٹھا رہی ہو۔ مکمل مقابلہ کی منڈی میں کسی فرم کے قلیل المیعاد توازن کی مندرجہ ذیل چار کیفیات ہوتی ہیں۔

الف) جب فرم غیر معمولی منافع کما رہی ہو۔

ب) فرم معمولی منافع کما رہی ہو۔

ج) جب فرم اپنے معینہ مصارف جزوی طور پر پورے کر رہی ہو۔ (معمولی نقصان)

د) جب فارم معینہ مصارف کلیتاً پورے نہ کر رہی ہو۔ (غیر معمولی نقصان) ذیل میں ہم توازن کی ان چار صورتوں کی وضاحت علیحدہ علیحدہ ڈائیگرام میں کرتے ہیں۔

الف) غیر معمولی منافع اور فرم کا توازن: مکمل مقابلے میں فرم کی اوسط اور مختتم وصولی کا خط ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وہ خط افقی محور کے متوازی ہوتا ہے۔ منڈی کی کسی بھی حالت میں کام کرنے والی فرم کے مصارف کے خطوط میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔

ڈائیگرام میں مکمل مقابلے کی فرم کے ایسے توازن کا تجزیہ کر رہے ہیں۔ جو غیر معمولی منافع کما رہی ہو۔ تاہم قلیل عرصہ میں فرمیں غیر معمولی منافع کے مواقع سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ لیکن منافع کا یہ معیار بہت تھوڑے عرصے کے لئے رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر معمولی منافع کے حالات میں جلد ہی نئی فرمیں قائم ہو جاتی ہیں۔ اور پرانی فرمیں اپنی پیداوار میں توسیع کر دیتی ہیں۔ منڈی میں کل رسد بڑھ جاتی ہے۔ فرموں کی تعداد میں اضافہ ہو جانے سے انکے درمیان مقابلہ بھی شدت اختیار کر لیتا ہے۔ نتیجتاً شے کی قیمت گر جاتی ہے۔ اور غیر معمولی منافع کی حالت ختم ہو جاتی ہے۔

ڈائیگرام میں الف ب محور کے تحت پیداوار کی اکائیوں کی پیمائش کی گئی ہے۔ اور الف ج محور پر وصولیوں اور مصارف کی پیمائش کی گئی ہے۔ خط و،م بیک وقت فرم کی اوسط اور مختتم وصولی کا خط ہے۔ خط م،ل اوسط مصارف (یعنی اوسط کل مصارف) کا خط ہے۔ اور ج چ مختتم مصارف کا۔ مختتم وصولی اور مختتم مصارف کے خطوط نقطہ ت پر قطع کرتے ہیں۔ یعنی اس نقطے پر فرم کی مختتم وصولی اور مختتم مصارف آپس میں برابر ہیں۔ لہٰذا یہی نقطہ فرم کا توازن ہے۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی الف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

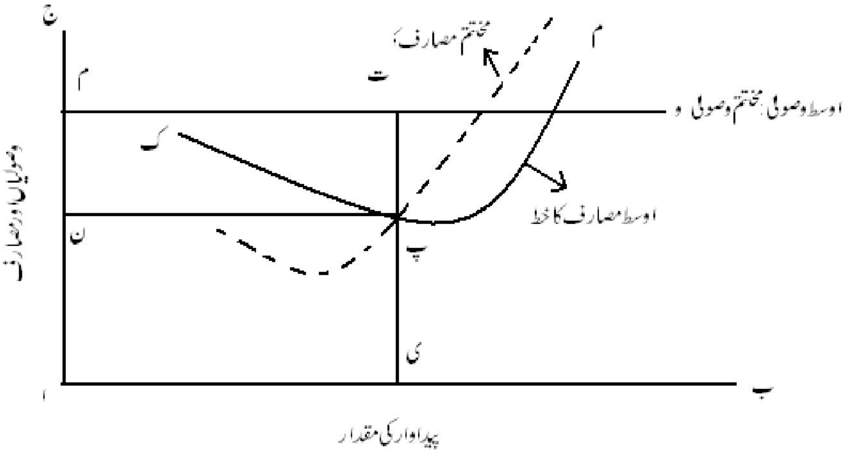

اس نقطے سے الف ب محور پر ت عمود گرانے سے ہمیں متوازن پیداوار معلوم ہو جاتی ہے۔ جو کہ الف ی ہے۔ نقطہ ت سے گرنے والا عمود اوسط مصارف کے خط کو نقطہ پ پر قطع کرتا ہے۔ لہذا پ ی اوسط مصارف ہوں گے۔ الف ی کی پیداوار ہونے پر اوسط وصولی ت ی ہے۔ نقاط ت اور پ سے عمودی محور پر گرائے ہوئے عمود اسے بالترتیب نقطہ م اور ن پر قطع کرتے ہیں۔ اس طرح ڈائیگرام میں الف ی پ ن اور الف ی ، ت م اور چوکوریں بن جاتی ہیں۔

فرم کے توازن کی مکمل وضاحت کے لئے متوازن پیداوار، نفع (یا نقصان) کی مقدار اور قیمت فروخت کا تعین کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس ڈائیگرام میں ہماری مفروضہ فرم کی متوازن پیداوار الف ی اکائیاں ہے۔ اس پیداوار پر فی اکائی وصولی (یعنی وصولی) ت ی ہے۔ پیداوار کی اکائیوں اور اوسط وصولی کا حاصل ضرب کل وصولی کے برابر ہوگا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

لہذا:۔ کل وصولی = الف ی × ت ی = الف ی اوسط ت م (چوکور کے رقبے کے برابر) اسی طرح الف ی پیداوار ہو تو اوسط مصارف پ ی ہیں

لہذا: کل مصارف = الف ی × پ ی = الف ی پ ن (چوکور کے رقبے کے برابر)

کل وصولی کی چوکور کا رقبہ کل مصارف کی چوکور کے رقبے سے زیادہ ہے۔ ان دونوں کا فرق منافع کے رقبے کو ظاہر کرے گا۔ اس لئے منافع = الف ی ت م ۔ الف ی پ ن = ن پ ت م (چوکور کے رقبے کے برابر) فرم غیر معمولی منافع کما رہی ہے۔

ب) معمولی منافع اور فرم کا توازن: مکمل مقابلہ کے تحت فرمیں عام طور پر معمولی منافع (یعنی نارمل منافع) کماتی ہیں۔ توازن کی یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اگر معمولی منافع بھی نہ ہو تو آجروں کے لئے کاروبار کو قائم رکھنے کی ترغیب ختم ہو جاتی ہے۔ بہت سی فرمیں بند ہو جائیں گی۔ اور رسد کے کم ہو جانے سے قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور معمولی منافع کی حالت پھر بحال ہو جائے گی۔ اس کے برعکس اگر غیر معمولی منافع کے مواقع ہوں تو موجودہ فرمیں اپنی پیداوار بڑھا دیں گی اور کئی نئی فرمیں میدان میں کود پڑیں گی۔ اس طرح کل رسد بڑھ جانے سے قیمت گر جائے گی اور منافع کم ہو کر پھر معمولی کی سطح پر آ جائے گا۔

ذیل میں ہم فرم کے اس توازن کا اظہار کرتے ہیں۔ جس میں فرم معمولی منافع کما رہی ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ کل مصارف میں زمین محنت اور سرمایہ پر آنے والے مصارف کے علاوہ آجر کا معمولی منافع بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ منافع اس قدر ہوتا ہے۔ کہ آجر کاروبار کو قائم رکھیں لیکن نئے آجروں کے لئے اس میدان میں فرمیں قائم کرنے کی ترغیب نہ ہو لہذا معمولی منافع کی حالت میں منڈی میں فرموں کی کل تعداد کم و بیش نہیں ہونے پاتی۔

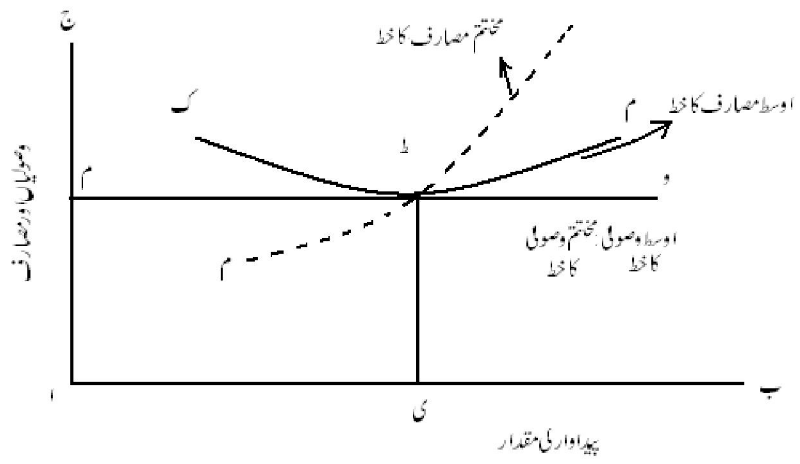

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی کی پرانی حل شدہ اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ڈائیگرام میں الف ب محور کے تحت پیداوار کی اکائیوں اور الف ج محور کے تحت وصولیوں اور مصارف کی پیمائش کی گئی ہے۔ک م اور م م بالترتیب اوسط مصارف (یعنی اوسط کل مصارف) اور مختتم مصارف کے خطوط ہیں۔م۔و اوسط اور مختتم وصولی کا خط ہے۔مختتم مصارف اور مختتم وصولی کے خطوط ایک دوسرے کو نقطہ ط پر قطع کرتے ہیں۔کیونکہ یہاں مختتم وصولی اور مختتم مصارف برابر ہیں۔لہذا یہ نقطہ توازن ہے۔نقطہ ط سے الف ب محور پر گرانے سے ہیں۔الف ی متوازن پیداوار معلوم ہوجاتی ہے۔

اب اگر یہ فرم الف ی اکائیاں پیدا کرے تو اوسط وصولی ط ی ہے۔اس لئے:

کل وصولی = الف ی × ط ی = الف ی ط م (چوکور کے رقبے کے برابر)

فرم کے اوسط مصارف بھی ط ی ہی ہیں لہذا

کل مصارف = الف ی × ط ی = الف ی ط م (چوکور رقبے کے برابر)

فرم کی کل وصولی کل مصارف کے برابر ہے۔چونکہ آجر کا معمولی منافع کل مصارف میں شامل ہوتا ہے۔اس لئے یہ فرم معمولی منافع کمارہی ہے۔معمولی منافع کو نارمل منافع بھی کہتے ہیں توازن کی اس کیفیت میں متوازن پیداوار الف ی ہے۔منافع معمولی نوعیت کا ہے اور قیمت فروخت ط ی ہے (یعنی م الف) ہے

ج) فرم کا توازن جبکہ معینہ مصارف جزوی طور پر پورے ہورہے ہوں:۔

فرم کے توازن کی یہ کیفیت نقصان کو ظاہر کرتی ہے۔کیونکہ فرم کی وصولیوں سے مصارف کا ایک حصہ پورا نہیں ہورہا۔وہ نقصان کا باعث ہے۔معینہ مصارف اور متغیر مصارف ان دونوں قسم کے مصارف کے مجموعے کو کل مصارف کہتے ہیں۔توازن کی موجودہ حالت ایسی ہے کہ فرم کی کل وصولیوں سے کل مصارف کا وہ حصہ پورا ہورہا ہے۔جسے متغیر مصارف کہتے ہیں۔لیکن معینہ مصارف کا فقط ایک حصہ پورا ہورہا ہے۔اور بقیہ حصہ نقصان کا باعث بن رہا ہے۔

کاشان اکیڈمی

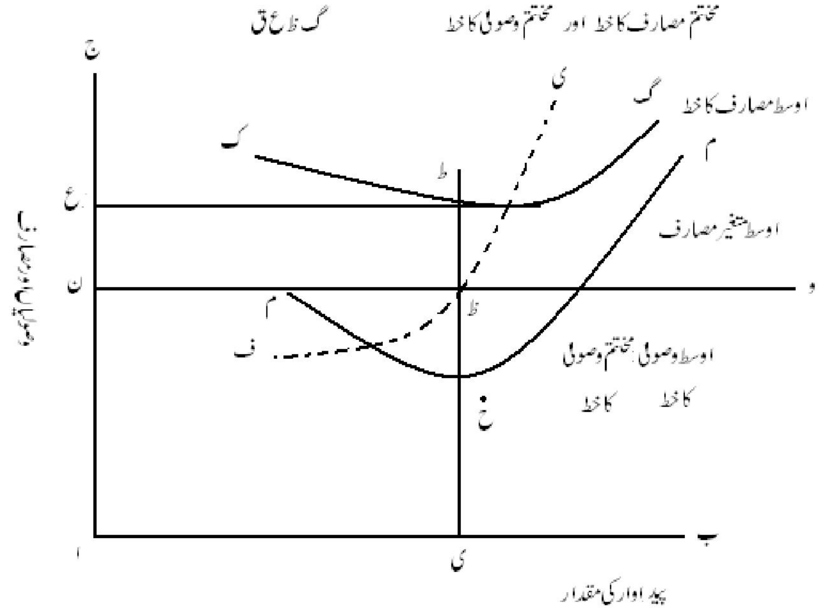

Down
Solv

توازن کی موجودہ کیفیت میں ہم کل مصارف کے اجزاء یعنی متغیر اور معینہ مصارف کی روشنی میں فرم کا تجزیہ کرتے ہیں۔اس ڈائیگرام میں الف ب محور پر پیداوار کی اکائیوں اور الف ج محور پر مصارف اور وصولیوں کی پیمائش کی گئی ہے۔خط م م اوسط متغیر مصارف کا خط ہے۔اور ک گ اوسط مصارف (یعنی کل اوسط مصارف) کا خط ہے۔ان دونوں خطوط کا درمیانی فاصلہ اوسط معینہ مصارف کو ظاہر کرتا ہے۔ن و اوسط اور مختتم وصولی کا خط ہے۔مختتم وصولی اور مختتم مصارف کے خطوط نقطہ ظ پر قطع کرتے ہیں۔لہذا یہ لفظ توازن ہے۔نقطہ ظ سے الف ب محور پر عمود گرانے سے ہمیں متوازن پیداوار معلوم ہوجاتی ہے۔جو کہ الف ی ہے۔

الف ی پیداوار ہو تو اوسط مصارف ط ی ہیں۔لہذا

کل مصارف = الف ی × ط ی = الف ی ط ع (چوکور کے رقبے کے برابر)

اسی طرح الف ی پیدوار ہو تو اوسط وصولی ظ ی ہوتی ہے لہذا

کل وصولی = الف ی × ظ ی = الف ی ظ ن (چوکور کے رقبے کے برابر)

توازن کی اس حالت میں فرم کے کل مصارف الف ی ط ع ہیں۔لیکن ان مصارف میں سے فقط الف ی ظ ن کے برابر وصولی ہورہی ہے۔کل مصارف کا باقی حصہ جو کہ ن ظ ط ع کے برابر ہے۔وصولی نہیں ہورہا۔لہذا فرم اس رقبے کے برابر نقصان برداشت کررہی ہے۔لیکن یہاں یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ الف ی پیداوار ہو تو اوسط کل مصارف ط ی ہیں۔ان میں سے خ ی اوسط متغیر مصارف ہیں۔اور ط خ اوسط معینہ مصارف ہیں۔اوسط معینہ مصارف کا ظ خ حصہ اوسط وصولی میں شامل ہے (کیونکہ اوسط وصولی ظ ی ہے) لیکن اس کا ط ظ حصہ وصولی میں شامل نہیں،اس لئے یہ نقصان کو ظاہر کرتا ہے۔فرم ط ظ کے برابر نقصان فی اکائی برداشت کررہی ہے۔لہذا پیداوار کی الف ی اکائیوں کے تحت:

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کل نقصان الف ی (یا ظ ن) × ط ظ = ن ظ ط ع (چوکور کے رقبے کے برابر)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ فرم نقصان کیوں برداشت کر رہی ہے۔کیا آجر کے لئے یہ بہتر نہیں کہ وہ نقصان سے بچنے کے لئے فرم بند کر دیے؟اس سوال کا جواب بہت سادہ اور آسان ہے۔آجر کے لئے فرم کو بند کرنا زیادہ نقصان کا باعث ہوگا۔اس وقت فرم اوسط معینہ مصارف کا ظ خ حصہ تو پورا کر رہی ہے۔رقبہ ط ظ حصہ پورا نہیں کر رہی۔اگر فرم بند کر دی جائے تو آجر کو تمام اوسط معینہ مصارف ط خ کے برابر نقصان اٹھانا پڑے گا۔معینہ مصارف سے مراد وہ مصارف ہوتے ہیں جن کی پیداوار کی مقدار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔بلکہ وہ ہر حالت میں یکساں طور پر برداشت کرنے پڑتے ہیں۔خواہ فرم بند ہی کیوں نہ ہو جائے۔اگر فرم پیداوار بند کر دے تو بھی آجر کو بلڈنگ کا کرایہ،سرمائے کا سود اور انتظامی و مستقل عملے کی تنخواہوں کے آخراجات اور بیمہ پریمیم کی رقم وغیرہ بہر حال ادا کرتے ہوں گے۔لہذا اس سے بہتر یہ ہوگا کہ فرم جزوی نقصان کی حالت میں چالو رکھی جائے تا کہ اوسط معینہ مصارف کا ظ خ وصول ہوتا رہے۔اس طرح آجر کم سے کم نقصان اٹھا رہا ہوگا۔کم سے کم نقصان کی یہ حالت توازن کو ظاہر کرتی ہے۔

البتہ اگر قیمت یعنی اوسط وصولی،اوسط متغیر مصارف سے بھی کم ہو جائے تو فرم کو یقیناً کاروبار بند کر دینا پڑے گا۔

د)فرم کا توازن جبکہ معینہ مصارف کلیتاً پورے نہ رہے ہوں ذیل کی ڈائیگرام اسی کیفیت کی وضاحت کرتی ہے:۔

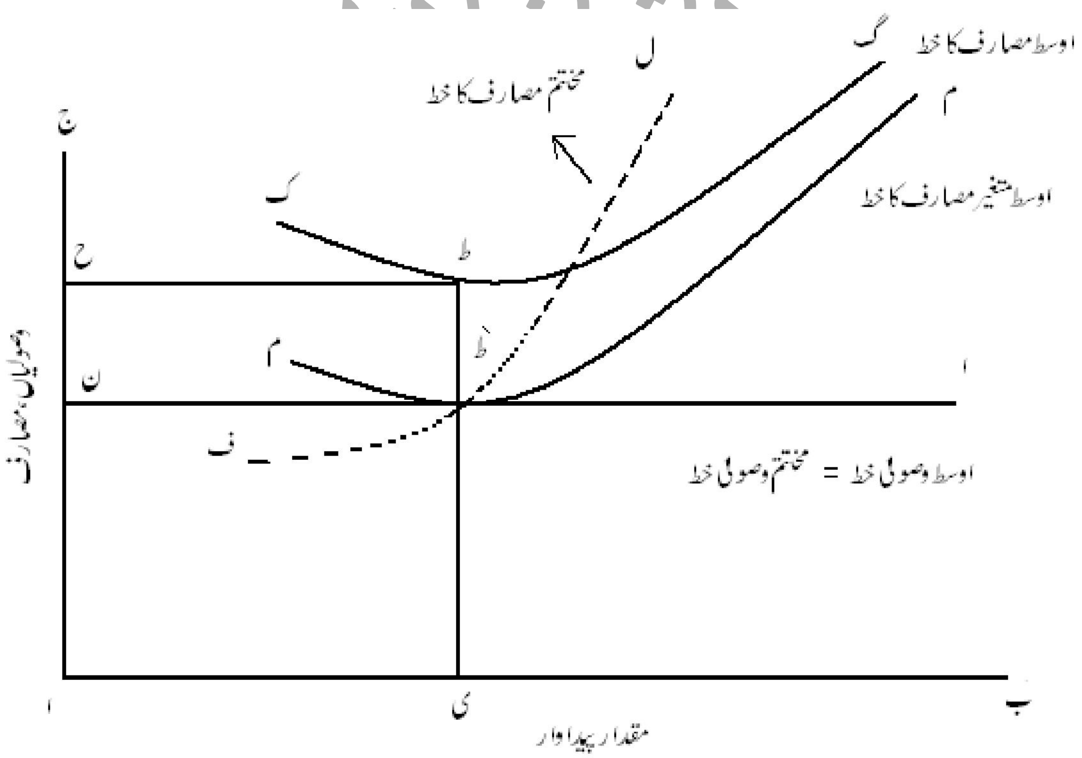

ڈائیگرام میں الف ب محور پر پیداوار کی اکائیوں کا پیمانہ بنایا گیا ہے۔اور الف ج محور پر مصارف اور وصولیوں کا پیمانہ بنایا گیا ہے۔ہم جانتے ہیں۔کہ فرم کا توازن اس وقت قائم ہوتا ہے۔جب اس کے مختتم مصارف مختتم وصولی کے برابر ہوا جائیں گے ڈائیگرام میں ل ف مختتم مصارف کا خط اور و،ن مختتم وصولی کا خط نقطہ پر قطع کرتے ہیں۔یہی نقطہ توازن ہے۔اسی نقطے سے اب محور پر عمود گرانے سے ہمیں الف ی متوازن پیداوار معلوم ہو جاتی ہے۔الف ی مقدار پیدائش ہونے پر اوسط وصولی ظ ی ہے لہذا:

کل وصولی = الف ی × ظ ی = الف ر ظ ن (چوکور کے رقبے کے برابر)

نقطہ توازن ظ سے گرایا گیا عموداً گر اوپر کو بڑھایا جائے تو وہ اوسط مصارف کے خط ک گ کو نقطہ ط پر قطع کرتا ہے۔اس لئے اوسط مصارف ط ی ہیں۔

لہذا:

کل مصارف = الف ی × ط ی = الف ی ط ح (چوکور کے رقبے کے برابر)

الف ی پیداوار پیدا کرنے پر فرم کے کل مصارف الف ی ط ح رقبے کے برابر ہیں۔جبکہ ان میں سے صرف الف ی ظ ن کل وصولی ہوتی ہے۔رقبہ ن ظ ط ح کل نقصان کو ظاہر کرتا ہے۔آجر کو اس قدر نقصان معینہ مصارف کے پورے نہ ہونے کی وجہ سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔فرم کے اوسط کل مصارف ط ی ہیں جن میں سے اوسط متغیر مصارف ظ ی ہیں۔اس لئے ط ظ اوسط معینہ مصارف کا خط ہے۔لہذا الف ی پیداوار کرنے پر

کل نقصان = الف ی (یا ن ظ) × ط ظ = ن ظ ط ح رقبے کے برابر

گو توازن کی اس کیفیت میں آجر کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔تاہم اگر وہ فرم کو بند بھی کر دے تو اتنا نقصان اسے پھر بھی برداشت کرنا ہوگا۔اگرچہ اسی حالت میں فرم کو چالو رکھنا یا بند کر دینا یکساں نقصان کا باعث ہوگا تاہم آجر فرم کو چالو رکھنے کے فیصلے کو ترجیح دے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ فرم کو بند کرنے کے بعد دوبارہ چلانے پر کچھ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اضافی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ان اخراجات سے بچنے کے لئے آجر فرم کو بند نہیں کرنا چاہئے گا۔اس فرم کے توازن کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اوسط متغیر مصارف کا خط اوسط وصولی کے خط پر واقع ہے۔اگر اوسط وصولی کا خط اس سے ذرا بھی نیچے ہو تو فرم کے لئے کاروبار بند کر دینا ناگزیر ہوگا۔

سوال نمبر 20 (الف) خالی جگہیں پر کیجیے۔ (10)

(i) جب کوئی موجد کوئی مشین ایجاد کر کے اسے اپنے نام رجسٹر کرا لیتا ہے تو اسے **قانونی** اجارہ داری حاصل ہوتی ہے۔

(ii) آجروں کو تنظیمی کاوشوں کا معاوضہ **منافع** کی صورت میں ملتا ہے۔

(iii) ریکارڈو کے مطابق مختتم زمین کا لگان **صفر** ہوتا ہے۔

(iv) نظریہ اجرت فنڈ (Wages Fund Theory) برطانوی معیشت دان **جان سٹورٹ مل** نے پیش کی۔

(v) اسلامی نظام معیشت میں ذخیرہ اندوزی کی سخت **ممانعت** کی گئی ہے۔

(ب) مناسب بیان کی نشان دہی کیجیے۔ (10)

(i) اجارہ داری اور مکمل مقابلہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ **صحیح**

(ii) اگر کسی عامل کی مختتم پیداوار اس کے معاوضے سے کم ہو تو نظام اسے کام پر لگائے گا۔ **غلط**

(iii) الفرڈ مارشل کے مطابق جن عاملین پیدائش کی رسد عارضی طور پر معین ہو ان کے زائد معاوضے کو مثل لگان کہتے ہیں۔ **صحیح**

(iv) کیا دماغی یا جسمانی کام کے معاوضے کا نام منافع ہوتا ہے؟ **نہیں**

(v) کس نظام معیشت میں اخلاقی اقدار کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ **اسلامی نظام معیشت میں**

1۔اجارہ داری میں صرف ایک فرم **رسد** مہیا کرتی ہے۔

2۔چاروں عاملین کو ان کے معاوضے ادا کرنے کا نام **تقسیم دولت** ہے۔

3۔لگان کے تعین کا مشہور نظریہ **ریکارڈو** نے پیش کیا تھا۔

4۔جدید نظریہ کے تحت شرح اجرت جتنی کم ہوگی، عاملین کی رسد اتنی ہی **غیر لچکدار** ہوگی۔

5۔اشتراکی نظام معیشت میں اشیاء بنانے اور اسے استعمال کرنے کی **اجازت** نہیں ہوتی ہے۔

ب:۔مناسب بیان کی نشاندھی کریں۔

1۔اجارہ داری اور مکمل مقابلہ ایک دوسرے کے مترادف ہوتے ہیں۔ **درست**

2۔جدید دور میں عاملین کے معاوضوں کا تعین ان کی طلب و رسد سے طے ہوتا ہے۔ **درست**

3۔ریکارڈو نے ہی مثل لگان کا نظریہ پیش کیا۔ **غلط**

4۔کس اجرت سے کسی شخص کے معیار زندگی کے بارے میں صحیح معلومات مل سکتی ہیں؟ **حقیقی اجرت**

5۔کس نظام معیشت میں زیادہ سے زیادہ منافع کو اہمیت دی جاتی ہے۔ **سرمایہ دارانہ معیشت**

سوال نمبر 21- اجارہ داری اور اجارہ دارنہ مقابلہ میں فرق بیان کیجیے۔اجارہ داری کی کتنی اقسام ہیں؟ نیز اجارہ داری کے تحت خطوط وصولی کیسے ہوتے ہیں؟

جواب

اجارہ داری اور اجارہ دارانہ مقابلہ میں فرق:۔

مکمل مقابلے کے تحت کام کرنے والی فرم اور اجارہ دارانہ فرم کی پالیسی میں مندرجہ ذیل امور یکساں اور غیر یکساں ہیں۔

1۔ مکمل مقابلہ اور اجارہ داری میں سے ہر صورت میں فرم اس وقت متوازن کیفیت کی حامل ہوتی ہے، جب اس کے مختتم مصارف مختتم وصولی کے برابر ہوں۔

2۔ مکمل مقابلے کی فرم کے خطوط اوسط وصولی اور مختتم وصولی ایک دوسرے پر منطبق ہوتے ہیں اور یہ مشترکہ خط افقی محور کے متوازی ہوتا ہے۔لیکن اجارہ دارانہ فرم کے اوسط اور مختتم وصولی کے خطوط بائیں سے دائیں طرف نیچے کو گرتے ہیں اور ان کا درمیانی فاصلہ بڑھتا جاتا ہے۔نیز مختتم وصولی کا خط اوسط وصولی کے خط کے نیچے واقع ہوتا ہے۔

3۔ مکمل مقابلے کی فرم کے توازن میں مختتم مصارف اوسط وصولی جو کہ مختتم وصولی کے برابر ہوتے ہیں۔لیکن اجارہ دار میں مختتم مصارف اوسط وصولی کے برابر نہیں ہوتے۔

4۔ مکمل مقابلے کی فرم کے طویل المیعاد توازن کی کیفیت یہ ہوتی ہے مختتم مصارف یہ مختتم وصولی = اوسط وصولی = اوسط مصارف = قیمت لیکن اجارہ داری توازن کی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کیفیت یہ ہوتی ہے۔

مختتم مصارف = مختتم وصولی ،جبکہ مختتم وصولی اوسط وصولی (یعنی قیمت) سے کم ہوتی ہے۔

ڈائیگرام

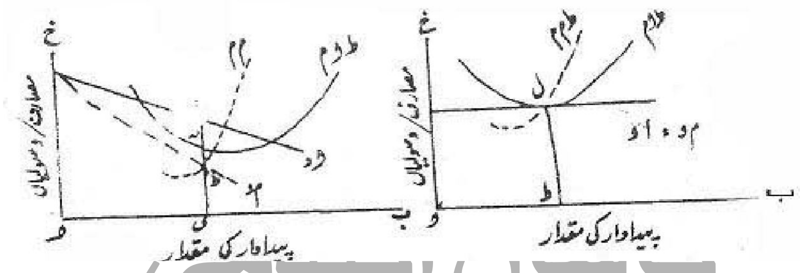

(ii) اجارہ داری کے تحت فرم

(i) مکمل مقابلے کے تحت فرم

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com 0334 5504551

5۔ مکمل مقابلے کے طویل المیعاد توازن میں مختتم مصارف، مختتم وصولی، اوسط وصولی، اوسط مصارف اور قیمت برابر ہوتے ہیں لیکن اجارہ داری کے ویل المیعاد توازن میں یقینی طور پر اوسط وصولی ،طویل المیعاد اوسط مصارف کے برابر نہیں ہوتے بلکہ عام طور پر اول الذکر ثانی الذکر سے زیادہ ہوتی ہے۔اور اس طرح فرم غیر معمولی منافع کماتی ہے۔

6۔ مکمل مقابلے کی فرم طویل عرصے میں اس وقت توازن کی حالت اختیار کرتی ہے جب اس کے اوسط کل مصارف کا خط نچلی ترین جگہ پر پہنچ چکا ہو لیکن اجارہ داری کے توازن میں یہ ضروری نہیں۔عام طور پر اجارہ دارانہ فرم اس وقت توازن اختیار کر لیتی ہے۔جب اوسط کل مصارف ابھی گر رہے ہوں کیونکہ اگر فرم پیداوار بڑھا دے تو اگلے مرحلے پر اوسط وصولی (یعنی مختتم وصولی) کا خط مزید گر چکا ہوتا ہے اور مختتم مصارف تیزی سے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔اس سے فرم کا کل منافع متاثر ہوتا ہے۔

7۔ مکمل مقابلے میں کام کرنے والی فرم قلیل عرصے میں نقصان بھی برداشت کر لیتی ہے لیکن اس کا نقصان کسی صورت میں معینہ مصارف سے زیادہ نہیں ہوتا۔

8۔ مکمل مقابلے کی فرم کے توازن کی صورت میں مختتم مصارف کا خط مختتم وصول کے خط کو نیچے سے یا اوپر سے آ کر قطع کر سکتا ہے لیکن اجارہ داری کے توازن میں چونکہ مختتم وصولی کا خط بائیں سے دائیں جانب نیچے کو گرتا ہے۔لہذا مختتم مصارف کا خط اسے ہر حال میں نیچے سے آ کر قطع کرے گا جو کہ ڈائیگرام (i) اور (ii) سے ثابت ہوتا ہے۔

9۔ مکمل مقابلے کے تحت فرم کی حکمت عملی یہ ہوگی کہ قیمت کم مقرر کی جائے اور پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھائی جائے لیکن اجارہ دارانہ فرم کی حکمت عملی کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ قیمت زیادہ مقرر کی جائے اور پیداوار کو کم سطح پر رکھا جائے۔

اجارہ داری (Monopoly):۔اجارہ داری مکمل مقابلے کی ضد ہے۔مکمل مقابلے میں اشیاء پیدا کرنے والی فرموں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔اور ان میں سے ہر ایک چیز کی کل رسد کا معمولی حصہ فراہم کرتی ہے۔اس لئے کوئی فرم اپنی رسد میں کمی بیشی کر کے منڈی کی مروجہ قیمت کو متاثر نہیں کر سکتا۔لیکن اجارہ داری سے مراد منڈی کی ایسی کیفیت ہے جس میں شے کو پیدا کرنے والا ایک ہی آجر ہوتا ہے۔یا محض چند آجر ہوتے ہیں۔آجر ایک ہو یا چند انہیں چیز کو کل رسد پر اختیار حاصل ہوتا ہے۔اور وہ رسد کو بڑھا کر قیمت کو متاثر کر سکتے ہیں۔آجر کے اختیارات کے ضمن میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔کہ آجر کو چیز کی رسد پر بھی کنٹرول حاصل ہوتا ہے۔اور قیمت پر بھی۔تاہم وہ بیک وقت دونوں اختیارات کو استعمال نہیں کر سکتا۔ایک وقت میں اگر وہ چیز کی مخصوص مقدار بیچنے کا فیصلہ کر لے تو اسے یہ بات منڈی میں گاہکوں پر چھوڑنی ہو گی۔کہ اس قدر مقدار کس قیمت پر خریدیں گے اگر وہ چیز کی قیمت کو اپنی مرضی کے مطابق مقرر کرے تو اس بات کا فیصلہ گاہک کریں گے کہ وہ اس قیمت پر چیز کی کتنی مقدار خریدیں گے۔

جہاں تک رسد کے زاویے کا تعلق ہے۔اجارہ دار یہ دیکھے گا کہ اس کی فرم کس قانون مصارف کی تابع ہے۔اگر فرم قانون تقلیل مصارف کے تحت چل رہی ہے۔تو وہ پیداوار بڑھائے گا۔چونکہ پیداوار کے بڑھنے سے اوسط اور مختتم مصارف گر رہے ہوں گے۔اس لئے وہ چیز کی قیمت میں کمی کر کے بھی زیادہ منافع کمائے گا۔اگر فرم قانون تکثیر مصارف کے تحت کام کر رہی ہو تو اس کے اوسط اور مختتم مصارف بڑھ رہے ہوں گے۔لہذا وہ کم مقدار میں پیداوار کرے گا۔اور قیمت زیادہ سے زیادہ مقرر کرے گا اگر فرم قانونی یکسانی مصارف کے تابع ہوگی۔تو پیداوار بڑھنے سے اوسط اور مختتم مصارف بدستور وہی رہیں گے۔لہذا آجر منڈی میں طلب کے مطابق چیز کی رسد کرے گا۔

فرم کا توازن:۔ کسی بھی فرم کے توازن کی میکانیت ایک جیسی ہوتی ہے۔البتہ منڈی کی کیفیات کے مطابق فرمیں توازن کی حالت میں کم یا زیادہ منافع کما سکتی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے پی ایچ ڈی تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہیں۔ ہر فرم کا توازن، خواہ وہ کسی بھی منڈی میں کام کر رہی ہو۔اس وقت قائم ہوگا، جب اس کی مختتم وصولی مختتم مصارف کے برابر ہو جائے یا دوسرے الفاظ میں جب فرم کی کل وصولی اور کل مصارف میں زیادہ سے زیادہ منافع اور فرق ہوگا۔

البتہ مکمل مقابلہ اور اجارہ دارانہ فرم کے توازن میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اول الذکر فرم توازن کی حالت میں عامل طور پر معمولی منافع کماتی ہے۔لیکن اجارہ دارانہ توازن میں فرم عامل طور پر غیر معمولی کماتی ہے۔

ڈائیگرام میں اجارہ دارانہ فرم کے توازن کی وضاحت کرتی ہے۔ الف ب محور کے تحت پیداوار کی اکائیوں اور الف ج محور کے تحت مصارف اور وصولیوں کے پیمانے بنائے گئے ہیں۔ الف ک م اوسط مصارف کا خط ہے اور م م مختتم مصارف کا۔

الف و اوسط وصولی کا خط ہے اور م و مختتم وصولی کا۔ ہر فرم کا توازن اس مقام پر واقع ہوتا ہے جہاں اس کی مختتم وصولی کا مختتم مصارف کے برابر ہو جائے۔ ہماری فروخت اجارہ دارانہ فرم کا توازن نقطہ ط پر واقع ہے۔ کیونکہ یہاں مختتم وصولی (ط ی) مختتم مصارف (م م) کے برابر ہے۔

نقطہ ط کے عمود کو اوپر بڑھانے سے یہ خط اوسط مصارف کے خط کو نقطہ ظ پر اور اوسط وصولی کے خط کو نقطہ ع پر قطعہ کرتا ہے۔ ظ اور ع نقاط سے ا، ج محور پر عمود گرائے جائیں تو یہ عمود محور پر بالترتیب نقطہ ف اور غ پر ملتے ہیں۔ اس وقت فرم کی متوازن پیداوار پر اوسط وصولی ع ی ہے۔

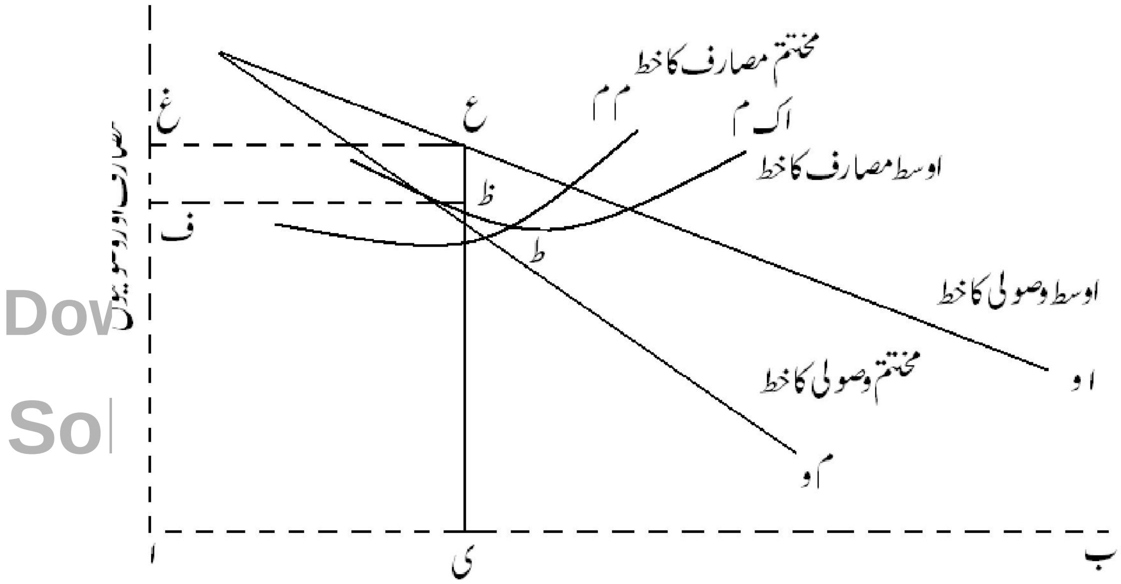

کل وصولی = کل پیداوار × اوسط وصولی

اسی طرح ی × ع ی = الف ی ع غ چوکور کے رقبے کے برابر

اسی طرح کل مصارف = کل پیداوار × اوسط مصارف

= ای × ظ ی = الف ی ظ ف چوکور کے رقبے کے برابر۔

ظاہر ہے کہ کل وصولی کا رقبہ کل مصارف کے رقبے سے بڑا ہے۔ان کا فرق منافع کو ظاہر کرتا ہے۔

اس لئے منافع = کل وصولی۔کل مصارف

یعنی منافع = الف ی ع غ ۔ الف ی ظ ف

یا منافع = ف ظ ع غ چوکور کے رقبے کے برابر

اسی طرح

متوازن قیمت = الف غ (یا ع ی) کیونکہ اوسط وصولی قیمت کے برابر ہوتی ہے۔

اجارہ دانہ مقابلہ:۔

مفہوم:۔ مکمل مقابلہ اور اجارہ داری دو مختلف انتہائی صورتیں ہیں۔ عملی میدان میں منڈی کی یہ کیفیات کہیں دیکھنے میں نہیں آتیں۔ مختلف ممالک میں منڈی کی عام حالت اجارہ دارانہ مقابلے کی ہے۔ اجارہ دارانہ مقابلے کی منڈی مکمل مقابلے اور اجارہ داری کے بین بین ہوتی ہے۔ اور اس میں ان دونوں انتہاؤں کی چیدہ چیدہ خصوصیات کا امتزاج نظر آتا ہے۔ اجارہ دارانہ مقابلے کو غیر مکمل مقابلہ (Imperfect Competition) بھی کہتے ہیں۔ اس منڈی میں فرموں کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ اور ہر ایک فرم منڈی کی کل رسد کا تھوڑا سا حصہ فراہم کرتی ہے۔

اجارہ دارانہ مقابلے کے تحت فرم کا قلیل المیعاد توازن:۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اجارہ دارانہ مقابلے کی منڈی کی خصوصیات کا مطالعہ کیا جا چکا ہے۔

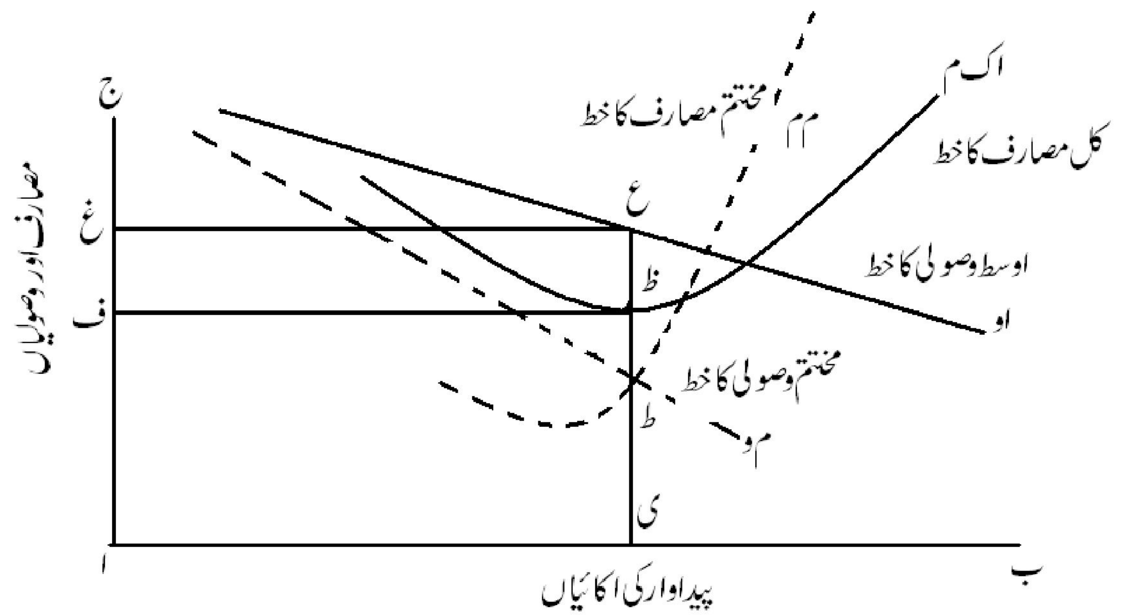

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

ڈائیگرام میں الف ب محور کے تحت پیداوار اکائیوں اور الف ح محور کے تحت مصارف اور وصولیوں کی پیمائش کی گئی ہے۔ الف وم و بالترتیب اوسط وصولی اور مختتم وصولی کے خطوط ہیں۔ الف ک م کل مصارف کا خط ہے۔ م م مختتم مصارف کا ہم جانتے ہیں کہ فرم خواہ کسی قسم کی منڈی میں کام کر رہی ہو اس کا توازن ایک مسلمہ اصول کے مطابق قائم ہوتا ہے۔ یعنی توازن اس حالت میں قائم ہوگا۔ جب مختتم مصارف اور مختتم وصولی برابر ہو جائیں گے۔ ان ڈائیگرام میں ط نقطہ توازن ہے۔ نقطہ ط سے الف ب محور پر عمود گرنے سے الف ی متوازن پیداوار معلوم ہوتی ہے۔ اب ہمیں اس فرم کے نفع اور قیمت فروخت کا تعین کرنا ہے۔ توازنی نقطہ ط سے گرنے والا عمود الف ک م کو نقطہ ظ پر اور الف و خط کو نقطہ ع پر ملتا ہے۔ اس لئے الف ی متوازن پیداوار ہو تو اوسط وصولی غ ی ہو گی۔ اور اوسط کل مصارف ظ ی ہوں گے۔

لہذا فرم کی کل وصولیاں	=	کل پیدوار × وصولی فی اکائی
	=	ای × ع ی
	=	ای ع غ چوکور رقبے کے برابر کل وصولیاں
اسی طرح فرم کے کل مصارف	=	کل پیداوار × مصارف فی اکائی
	=	ای × ظ ی
	=	ای ظ ف چوکور کے رقبے کے برابر کل مصارف

اب اگر فرم کی کل وصولیوں کے رقبے سے کل مصارف کا رقبہ منہا کر دیا جائے۔
تو ہمیں کل منافع کا رقبہ معلوم ہو جائے۔ لہذا

کل منافع	=	کل وصولی ۔ کل مصارف = کل منافع
	=	ای ع غ ۔ ای ظ ف
	=	ف ظ ع غ چوکور کے رقبے کے برابر منافع

کل منافع معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کل پیداوار کو فی اکائی منافع سے ضرب دی جائے۔ لہذا کل منافع ظ ف × ع ظ = ف ظ ع غ چوکور کے رقبے کے برابر کیونکہ ف ظ، الف ی کے برابر ہے۔ اس وقت فرم کی اوسط وصولی ی ع (یا الف غ) ہے۔ یہی فرم کی پیداوار کی متوازن قیمت ہوگی۔ اجارہ دارانہ مقابلے کی اس مفروضہ فرم کا قلیل المیعاد توازن اس لحاظ سے مزید وضاحت طلب ہے کہ یہ فرم ف ط ع غ رقبہ کے برابر غیر معمولی منافع کما رہی ہے۔ قلیل عرصہ میں اس فرم کے لئے غیر معمولی منافع کمانا ناممکن ہے۔ یہی وجہ کہ اوسط وصولی کا خط اور اوسط مصارف کے خط اک م سے اوپر واقع ہے۔ چونکہ توازن کے وقت اوسط وصولی اوسط مصارف سے زیادہ ہے۔ لہذا فرم غیر معمولی منافع کما رہی ہے۔ لیکن طویل عرصے میں یہ فرم صرف معمولی منافع (نارمل منافع) ہی کما سکے گی۔ کیونکہ غیر معمولی منافع کے مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے جلد ہی نئی فرمیں قائم ہو جائیں گی۔ اور چیز کی پیداوار اور رسد میں اضافہ ہو جانے سے قیمت گر جائے گی۔ اس کے نتیجے میں اوسط وصولی کا خط گر کر زیریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

مقام پر آجائے گا۔حتی کہ اوسط مصارف کے برابر ہو جائے گا۔اور اس طرح غیر معمولی منافع کی کیفیت معمولی منافع کی حالت میں بدل جائے گی۔

سوال نمبر 22 عاملین پیدائش کے معاوضوں کے تعین کا مختتم پیداواری نظریہ کیا ہے؟ ایک مفصل بحث قلم بند کیجیے۔ (20)

جواب: مختتم پیداوار کا نظریہ Marginal Productivity Theory :۔

اس نظریے کی وضاحت سے پہلے ضروری ہے مختتم پیداوار کے مفہوم کو سمجھ لیا جائے۔پیدائش دولت کے عمل میں اگر باقی عاملین پیدائش کی مقدار ساکن رہے۔اور ایک عامل پیدائش کی مقدار میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہو تو اس عامل پیدائش کی ہر اگلی اکائی سے کل پیداوار میں جو اضافہ ہوتا ہے۔اسے عامل پیدائس کا مختتم پیداوار کہا جاتا ہے۔مثلاً محنت کی مختتم پیداوار سے مراد کل پیداوار میں وہ اضافہ ہے جو زمین کی ایک زائد اکائی بڑھانے سے حاصل ہو۔بشرطیکہ دیگر عاملین پیدائش کی مقدار تبدیل نہ ہو۔

مختتم پیداوار پر تنقید: ماہرین معاشیات نے اس نظریے پر جو تنقید کی ہے اسے ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

ا۔غیر حقیقی مفروضات: یہ نظریہ جن مفروضات پر قائم کیا گیا ہے۔ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔مثال کے طور پر تمام مزدوروں کی قوت کار برابر نہیں ہوتی۔کچھ زیادہ کام کرتے ہیں اور کچھ کم۔زمین کی تمام اکائیاں برابر نہیں ہوتیں۔کوئی قطعہ زیادہ زرخیز ہوتا ہے۔اور کوئی کم اور اسی طرح تمام آجر یکسان قابلیت کے مالک نہیں ہوتے کچھ زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔اور کچھ کم۔علاوہ ازیں نہ تو منڈی میں مکمل مقابلہ نظر آتا ہے۔اور نہ ہی عاملین پیدائش مکمل طور پر نقل پذیر ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ بعض صنعتیں ایسی ہیں جن میں قانون تقلیل حاصل کے نفاذ کو بڑی حد تک روکا جا سکتا ہے۔لہذا نظریہ بہت سے غیر حقیقی مفروضات پر مبنی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334 5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

۲۔غیر واضح تصور: اس نظریے مختتم پیداوار کا تصور بالکل غیر واضح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام عاملین پیدائش ملک کی کسی شے کو پیدا کرتے ہیں۔اس لئے کل پیداوار میں سے کسی ایک عامل کی مختتم پیداوار کو علیحدہ کرنا ممکن نہیں۔پیدائش دولت میں ہر عامل دوسرے عاملین کے بغیر بیکار ہوتا ہے۔مثلاً مشین از خود کوئی چیز نہیں بناتی۔مزدور خام مال کے بغیر بیکار ہے۔اور آجر مزدور کے بغیر۔اس لئے کل پیداوار میں سے کسی ایک عامل کی مختتم پیداواری پیائش نا قابل فہم ہے۔پروفیسر Curvar کہتے ہیں۔کہ جس طرح تلے ہوئے انڈے کے اجزاء کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔اسی طرح چاروں عاملین پیدائش کی مشترکہ کوششوں سے بننے والی شے میں سے کسی ایک عامل کے حصے کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔مختتم اکائی کی علیحدگی: پروفیسر ہابس (Hobson) نے اس نظریے پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ بہت سے کاروبار ایسے ہیں کہ ان میں کسی عامل کی ایک مزید اکائی یعنی مختتم اکائی لگانے سے پیداوار میں اتنا اضافہ نہیں ہوتا جتنا کہ اس عامل کی ایک اکائی کو پیدائش دولت سے ہٹا لینے پر پیداوار میں کمی آ سکتی ہے۔حالانکہ اس نظریے کے مطابق ایک عامل کی مختتم اکائی سے پیداوار میں اضافہ اور کمی برابر ہونی چاہئے۔اس کے علاوہ بعض کاروبار ایسے ہیں کہ اگر ان کے کسی عامل کی ایک اکائی بھی علیحدہ کر لی جائے تو پیدائش دولت کا پورا سلسلہ رک جاتا ہے۔

۴۔کام کی فنی نوعیت: بعض کاموں کی تنظیم فنی اعتبار سے کچھ اس طرح ہوتی ہے۔کہ ان عاملین پیدائش کی مقدار کو بڑھایا اور گھٹایا نہیں جا سکتا۔لہذا ان میں مختتم پیداوار کا تصور ناپید ہوتا ہے۔مثال کے طور پر ایک کارخانے میں صرف ایک مشین ہے اور اس پر ایک ہی مزدور کام کر سکتا ہے۔اس طرح نہ تو دوسرا مزدور لگایا جاتا ہے۔اور نہ مختتم پیداوار کی پیائش ہوتی ہے۔

۵۔رسد کا پہلو: اس نظریے میں عاملین پیدائش کی طلب کے پہلو کو زیر بحث لایا گیا ہے۔جب کہ رسد کے پہلو کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔اس میں یہ بتایا گیا ہے۔کہ مروجہ معاوضون پر عاملین پیدائش کی طلب کیا ہے۔اور معاوضوں کی شرح میں تبدیلی عاملین کی طلب پر کیا اثر ہے۔

مثال کے طور پر یہ پتہ چلتا ہے۔کہ مروجہ شرح اجرت پر مزدوروں کی طلب کیا ہے؟ اجرت میں اضافے پر مزدوروں کی طلب کس طرح ہوتی ہے۔اور کم اجرت پر کیونکر زیادہ مزدوروں کو روزگار دیا جاتا ہے۔لیکن یہ نظریہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتا کہ معاوضوں میں کمی بیشی سے عاملین پیدائش کی رسد کس طرح متاثر ہوئی ہے۔جب کہ عملی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں۔کہ معاوضوں میں اضافے سے عاملین کی رسد بڑھ جاتی ہے اور معاوضوں میں کمی سے رسد گھٹ جاتی ہے۔

۶۔دولت کی غیر منصفانہ تقسیم: یہ نظریہ آجروں کو مزدوروں کے استحصال کے لئے جواز مہیا کرتا ہے۔جس سے ملک میں غیر منصفانہ تقسیم دولت کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

سوال نمبر23- اجرت کی تعریف اور اس کی مختلف اقسام بیان کیجیے۔نیز اجرت حقیقی تعین کرنے والے عوامل پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔ (20)

جواب: اجرت: محدود اصطلاح میں اجرت سے مراد ''وہ مادی معاوضہ ہے جو آجر ایک معاہدے کے تحت مزدور کو اس کی خدمت کے عوض دیتا ہے''۔

اجرتوں کے تعین کے مسئلے سے متعارف کرانے سے پہلے ضروری ہے۔کہ ہم آپ کو اس اہمیت کے بارے میں بتائیں جزوی سطح پر آجر اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے اجرتوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔کیونکہ اجرتوں کا براہ راست اثر ان کی پیدا کردہ اشیاء پر پڑتا ہے۔مصارف پیدائش میں اضافے سے منڈی میں فروخت کار ان کی قیمتوں میں اضافہ کر دیتے ہیں۔اور اجرتوں میں کمی یا کم معاوضے بالآخر مصارف پیدائش میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔

اجرت کی اقسام: اجرت کی متعدد اقسام ہو سکتی ہیں۔ان میں مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

i) اجرت بلحاظ اشخاص: کام کرنے والے اشخاص کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی اجرت یا معاوضہ کو مشاہرہ، تنخواہ اور فیس کہتے ہیں۔مثلاً ڈاکٹر، انجینئر یا اعلیٰ عہدوں پر فائز

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حضرات کے معاوضے کو تنخواہ کہتے ہیں اور یہ اشخاص میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔اور عظیم ٹکنیکی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔درمیانہ درجہ کے لوگ ،مثلاً عام پڑھے لکھے ہنر مند افراد کے معاوضے کو مشاہرہ کہتے ہیں۔یہ عموماً ماہانہ ہوتی ہے۔جب کہ آزاد پیشوں سے متعلقہ افراد کا معاوضہ فیس کہلاتا ہے۔اس میں ایسے وکیل ،ڈاکٹر ،انجینئر وغیرہ شامل ہیں۔جو اپنی خدمات کسی دفتر ،ادارے یا محکمے کے سپرد نہ کیے ہوئے ہوں۔بلکہ ذاتی طور پر اس کی پریکٹس کرتے ہوں۔عام افراد کی اجرت یا معاوضے کو سادہ الفاظ میں اجرت کہتے ہیں۔

ii) اجرت متعارفہ:۔اجرت متعارفہ ایسی اجرت ہوتی ہے۔جو مزدور کو اس کی محنت کرنے کے عوض زر کی شکل میں دی جائے۔مثلاً کسی کالج کے پروفیسر صاحب کی تنخواہ بحساب 25000 روپے ماہوار یا کسی چوکیدار کی تنخواہ بحساب 4000 روپے ماہوار ہو تو یہ اجرت متعارفہ کہلائے گی۔

اجرت متعارفہ سے آپ کی کارکن (مزدور) کی معاشی حالت کا درست جائزہ نہیں لے سکتے۔کیونکہ زر کی قدر میں وقت کے لحاظ سے کمی پیشی ہوتی رہتی ہے۔اور مزدور کی قوت خرید میں کمی ہوتی ہے۔دیکھنے میں بہت زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔لیکن یہ عین ممکن ہے۔کہ اس کا معیار زندگی پست ہی ہو۔یعنی وہ اپنی بنیادی ضروریات بھی نہ کر پاتا ہو۔اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے۔کہ بازار میں اشیاء کی قیمتیں زیادہ ہوں زر کی قدر کم ہو اور زر کے عوض کم اشیاء خرید سکتا ہو۔

iii) حقیقی اجرت:(Real Wages):۔چونکہ زری اجرت یا اجرت متعارفہ کسی مزدور کی معاشی حالت کا صحیح نقشہ پیش نہیں کرتی۔اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم حقیقی اجرت کا جائزہ لیں۔حقیقی اجرت سے مراد اشیاء وخدمات کی وہ مجموعی مقدار ہے جو کسی کارکن کو اپنی خدمات کے عوض دستیاب ہو۔یہ کسی فرد، طبقے ،معاشرے ،معیشت اور وہاں کے عوام کے معیار زندگی کے تعین میں مرکزی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔پس حقیقی اجرت میں وہ تمام فائدے اور مراعات شامل ہیں جو کسی مزدور کو زر کی شکل میں یا دیگر سہولتوں میں یا دونوں صورتوں میں حاصل ہوتی ہیں۔مثال کے طور پر ایک کالج کے چوکیدار کو چار سو ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔اس لئے اسے رہائش کے لئے مفت مکان ،بجلی ،پانی اور علاج معالجے کے لئے مفت طبی امداد میسر ہے۔تو اس کی حقیقی اجرت میں اس کی چار سو روپے کی اجرت متعارفہ کے علاوہ یہ تمام سہولتیں بھی شمار کی جائیں گی۔

اجرت حقیقی کا تعین کرنے والے عوامل:۔اجرت حقیقی کا انحصار کئی عوامل پر ہوتا ہے۔ان میں مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

i) زر کی قوت خرید:(Purchasing Power of Money Earnings):۔جب مختلف پیشوں اور مختلف جگہوں میں اجرتوں کے ترقی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔تو زر کی قوت خرید کو ضرور مدنظر رکھا جاتا ہے۔یعنی زر کی اکائی ،مثلاً ایک سو روپیہ پاکستان کے کسی گاؤں میں بہ نسبت کسی شہر کے زیادہ قوت خرید رکھتا ہے۔اس طرح ایک سو روپیہ اس دور میں اتنی قدر یا قوت خرید نہیں رکھتا ،جتنی یہی سو روپیہ 1960 میں رکھتا تھا۔اس لئے زر کی قوت خرید جتنی زیادہ ہوگی۔اتنی ہی حقیقی اجرت زیادہ ہوگی۔اور زر کی قوت خرید جتنی کم ہوگی۔حقیقی اجرت بھی اتنی ہی کم ہوگی۔

ii) ذیلی آمدنی (Opportunities of Extra):۔ذیلی آمدنی سے مراد اصل اجرت سے زائد وہ سہولت یا آمدنی ہے۔جو کسی کارکن کو اس کے کام کرنے کی وجہ سے ملتی ہے۔مثلاً ایک گھریلو ملازم تنخواہ رہائش کی سہولت بھی لیتا ہے۔کھانا کھاتا ہے۔اور کسی دوسرے کنبہ کا کام کرکے زائد آمدنی یا اشیاء بھی حاصل کر لیتا ہے۔اس طرح کسی پروفیسر کو ٹیوشن فیس وغیرہ سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔وہ اس کی حقیقی آمدنی میں شامل ہوتی ہے۔

iii) بغیر معاوضہ کے مزید کام:۔اگر کسی شعبہ میں مقررہ اوقات کار کے علاوہ مزید کام بغیر معاوضہ کے کیا جائے۔تو اس حد تک اس مزدور کی حقیقی اجرت کم ہو جائے گی۔مثلاً کسی محکمے کا ذمہ دار آفیسر اگر کام میں مصروف ہے اور اوقات کار کے علاوہ کام کر رہا ہے۔اور اس کا چپڑاسی بھی ڈیوٹی دیتا ہے۔ظاہر ہے بغیر معاوضہ دونوں کی حقیقی اجرت کم ہے۔کیونکہ مقررہ اوقات کار کے علاوہ کام پر حاضر ہیں۔

iv) ملازمت میں باقاعدگی:۔باقاعدہ یا بے قاعدہ ملازمت بھی حقیقی اجرت کو متاثر کرتی ہے۔مستقل اور باقاعدہ ملازمت کسی کارکن کی زیادہ حقیقی اجرت کا باعث بنتی ہے۔اور عارضی یا بے قاعدہ ملازمت حقیقی اجرت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔مثلاً سرکاری ،نیم سرکاری محکموں یا بنکوں کے ملازمین کی ملازمت مستقل اور باقاعدہ نوعیت کی ہے۔اس لئے ان کی حقیقی اجرت بھی زیادہ ہوگی۔اس کے برعکس کسی دکان ،فرم یا پرائیویٹ ادارے میں ملازم افراد چونکہ عارضی ہوتے ہیں۔اس لئے ان کی زری اجرت بلاشبہ سرکاری یا نیم سرکاری ملازمین کی اجرت سے تھوڑی زیادہ ہو لیکن حقیقی اجرت کم ہوتی ہے۔

v) کام کی نوعیت (Nature of Work):۔کسی فرد کی اجرت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔کہ اوقات کار ،کام کرنے کی جگہ کام ،ماحول ،کام کی نوعیت ،مالک یا آجر کا اپنے ملازمین سے رویہ ہمدردانہ ،شفیق یا خدا ترسی پر مبنی ہے۔کام کرنے کا ماحول اچھا ہے۔صحت پر مضر اثرات نہیں پڑتے۔اوقات کار مناسب ہیں۔کام کی نوعیت بھی درست ہے۔یعنی معاشرے میں اسے اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔تو اس فرد کی حقیقی اجرت زیادہ ہوگی۔

vi) ترقی کے مواقع (Opportunities of Promotion):۔اگر مستقبل میں ترقی کے خاطر خواہ مواقع میسر آ سکتے ہوں۔تو اس شعبہ میں حقیقی اجرت زیادہ ہوگی۔اور ایسی ملازمت جہاں مستقبل میں ترقی کے مواقع مفقود ہوں۔وہاں مقابلتاً زیادہ زری اجرت بھی کم حقیقی اجرت کو ظاہر کرے گی۔

سوال نمبر 24 اسلامی نظام معیشت سے کیا مراد ہے؟ نیز اسلام کے پیش کردہ فلاحی ریاست کے تصور کی خصوصیات بیان کیجیے۔ (20)

الف) اسلامی نظام معیشت:۔اسلام نے معیشت کی بنیاد دولت کے ایک جگہ جمع ہو جانے (ارتکاز) کو روکنے اور اس کو گردش اور پھیلاؤ میں اضافہ کرنے پر رکھی ہے۔اس سے پیدائش دولت ،تقسیم دولت ،صرف اور تبادلہ دولت ایک اہم آہنگ مربوط نظام وجود میں آتا ہے۔اسلام نے ذاتی ملکیت کے مسئلوں میں الجھنے کی بجائے جس چیز پر زور دیا ہے۔وہ یہ ہے کہ معاشرے میں دولت کی گردش کا عمل رواں دواں رہے۔کیونکہ جب معاشرے کے مختلف طبقات میں دولت گردش کرتی رہتی ہے۔دولت کے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،بی اے ،بی ایڈ ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی کی ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقیں ...

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

صرف سے کئی آمدنیاں پیدا ہوتی ہیں۔جو مزید سرمایہ کاری اور شے کی پیدائش کا محرک بنتی ہیں۔تاجروں کی سرگرمیاں تیز ہوتی جاتی ہیں۔اور زراعت پیشہ افراد کے فکر و عمل میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ان پیداواری سرگرمیوں کے ظہور میں آنے سے عاملین پیدائش کو معاوضے حاصل ہوتے ہیں۔جنھیں لے کر وہ بازار کرید میں پہنچتے ہیں۔پیدا شدہ مال کی فروخت اور نکاس عمل میں آتا ہے۔جو سرمایہ کاری کے لئے اچھا ثابت ہوتا ہے اور اس طرح نئی آمدنیوں کی مسلسل تخلیق صرف میں اضافے کے ذریعے سرمایہ کاری کو تحریک دے کر ملکی خوش حالی کا باعث بنتی ہے۔

خصوصیات:۔

1) شخصی ملکیت کی اجازت:۔اسلامی نظام معیشت افراد کی ذاتی ملکیت کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔البتہ اس سلسلے میں سختی سے یہ پابندی عائد کرتا ہے۔کہ افراد یہ ملکیت جلدی اور جائز ذرائع کے ساتھ قائم کریں۔اور حلال اور جائز طریقے ہی سے اس پر تصرف کریں۔پھر اس ملکیت پر معاشرے کے دوسرے افراد یا ریاست کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں۔انہیں پوری طرح ادا کیا جائے۔ان شرائط اور حدود کے اندر اسلام افراد کو اس بات کی نہ صرف اجازت دیتا ہے۔بلکہ انہیں پرزور تلقین بھی کرتا ہے۔کہ وہ اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قومی آمدنی اور پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کریں۔

2) ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:۔اسلام دولت اور دیگر ذرائع پیداوار کی ذخیرہ اندوزی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔وہ افراد کو اس بات پر ابھارتا ہے۔کہ وہ اپنے احوال کو ذاتی اور شخصی ضروریات پوری کرنے یا مزید اشیائے ضروریات پیدا کرنے کے لئے استعمال کریں۔لیکن اس معاملے میں بھی اعتدال کی روش کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔حرام اشیاء پر دولت صرف کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اسراف،عیاشانہ ٹھاٹھ باٹھ اور نام و نمود کے اخراجات سے روک دیا گیا ہے۔سرمایہ کاری کے سلسلے میں بھی افراد کو حلال اور جائز حدود کا پابند کیا گیا۔

کاشان اکیڈمی

3) منصفانہ تقسیم دولت:۔اسلامی نظام معیشت میں دولت کی منصفانہ تقسیم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ایک طرف دولت کمانے کے ایسے تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔جو دولت کے چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جانے کا باعث بنتے ہیں۔مثلاً سود اور ذخیرہ اندوزی یعنی منافع کمانے کی غرض سے اشیاءِ ضرورت کو روک رکھنا وغیرہ اور دوسری طرف زکوۃ و صدقات کے ذریعہ اہل ثروت سے دولت کو معاشرے کے کمزور اور حاجت مند افراد کی طرف منتقل کرنے کے انتظامات کیے گئے ہیں۔اس سلسلے میں قانون وراثت کو بھی ارتکاز دولت کے خاتمے اور تقسیم دولت کے دائرے کو وسیع کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

0334-5504551
Download Free Assignments from

4) آزادی:۔اسلامی نظام معیشت افراد کو جدوجہد کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ آزادی دیتا ہے۔تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنی صلاحیتوں کو حصول معاش کے سلسلے میں بروئے کار لائیں۔البتہ وہ اخلاقی اور قانونی نظام کے ذریعہ اس بات کا اہتمام کرتا ہے۔کہ افراد اپنی معاشی جدوجہد کو انصاف کے تقاضوں اور معاشرے کے عمومی مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے انجام دیں۔حکومت اور ریاست افراد کی معاشی جدوجہد میں اس وقت ہی مداخلت کرتی ہے۔جب اسے ایسا کرنا ہر لحاظ سے ناگزیر ہو جائے۔

Solvedassignmentsaiou.com

5) طبقاتی کش مکش کا خاتمہ:۔اسلامی نظام معیشت میں افراد کی معاشی سرگرمیوں کو عدل اور انصاف کی بنیاد پر استوار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس لئے معاشی جدوجہد میں مصروف تمام عاملین پیدائش کو ان کے حقوق پوری طرح حاصل ہونے کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔جس سے ان کے درمیان باہمی کش مکش پیدا ہونے کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں۔اور عاملین پیدائش باہمی تعاون اور رفاقت کے اصول پر پیدا آوری سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

اسلام میں فلاحی ریاست کی خصوصیات:۔اسلام نے فلاحی ریاست کا جو تصور پیش کیا ہے۔اس کے مطابق اس کی مندرجہ ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں۔

(1) انسانی مساوات:۔ اسلام کا تصور ریاست اس حقیقت پر مبنی ہے کہ تمام انسان رنگ،نسل،زبان اور عقیدے کے اختلاف کے باوجود معاشرتی حقوق کے اعتبار سے مساوی ہیں۔تمام ایک خدا کے بندے ہیں۔اس لئے ان کے درمیان حقوق کے لحاظ سے فرق و امتیاز کرنا غلط ہے۔اسلامی ریاست کا فرض ہے وہ ان سب کے تمدنی اور معاشی حقوق کا تحفظ کرے۔

(2) معاشی ضروریات کی فراہمی:۔ اسلامی ریاست اپنی حدود میں رہنے والے تمام افراد کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ دار ہے۔ان ضروریات میں خوراک،لباس،رہائش،علاج،تعلیم،اور تفریح شامل ہیں۔ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ ماحول پیدا کرے اور ایسی پالیساں وضع کرے جن سے افراد معاشرہ اپنی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں اور اپنے وسائل کو اشیائے ضرورت پیدا کرنے میں صرف کریں۔اس طرح ملک میں روزگار کے مواقع بڑھیں گے۔اور افراد آمدنیاں حاصل کر کے اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

(3) عمومی فلاح:۔اسلامی ریاست کسی ایک فرد،گروہ یا خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے نہیں بلکہ بحیثیت مجموعی تمام شہریوں کی فلاح و بہبود کی ضامن ہوتی ہے۔اس سلسلے میں رنگ و نسل،زبان اور عقیدے کے اختلافات کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

(4) منصفانہ تقسیم دولت:۔اسلام نے فلاحی ریاست کا جو تصور پیش کیا ہے۔اس میں معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔دولت کے چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جانے سے بھی دراصل تمام معاشی،معاشرتی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ارتکاز دولت انسانی معاشرے کی معاشی خوش حالی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔اسلام نے اس رجحان کی بیخ کنی کرنے کے لئے موثر تدابیر اختیار کی ہیں۔کسب حرام کے تمام ذرائع کی ممانعت کر دی گئی ہے۔اور مالداروں سے زکوۃ کی وصولی لازمی قرار دی گئی ہے۔اور اسے غریب محتاج اور بے سہارا افراد کی ضروریات پر صرف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(5) ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:۔ زیادہ منافع کمانے کی غرض سے اشیائے ضرورت کا ذخیرہ اندوزی کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔کیونکہ اس سے عوام کو اپنی ضروریات

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

پوری کرنے کی اشیاء یا تو بروقت دستیاب نہیں ہو پاتیں یا پھر مہنگے داموں ملتی ہیں۔اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کی طرح زراندوزی کی بھی سختی سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔اوران اقدامات ی ممانعت کی گئی ہے۔جولوگوں میں زراندوزی کے رجحانات کوتقویت دینے کا باعث بنتے ہیں۔بخل کی مذمت اورسودی ممانعت اس اصول پرمبنی ہے۔

(6)اخلاقی اقدار کا فروغ:۔ اسلامی فلاحی ریاست جہاں افراد کی مادی احتیاجات پوری کرنے کے اقدامات پر پوری توجہ دیتی ہے۔وہاں ان کی اخلاقی اورروحانی ترقی پر بھی زوردیتی ہے۔اخلاقی وروحانی ترقی کے لئے اسلام کے عقائد اورعبادات کا مفصل نظام قائم کیا ہے۔یہ عبادات انسان کا تعلق اس کے خالق کے ساتھ جوڑتی ہیں۔اور اس طرح ایک طرف اس کے روحانی درجات کی بلندی اوراطمینان قلب کا باعث بنتی ہیں۔تو دوسری طرف اس کے اخلاق وکردار کو مضبوط اور مستحکم بنا کر اسے ایک ذمہ دار شہری کی طرح اپنے فرائض بجالانے پر آمادہ کرتی ہیں۔

(7) شخصی آزادی کا تحفظ:۔ اسلامی فلاحی ریاست کا ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ اس میں فرد کی آزادی کا پوری طرح تحفظ کیا جاتا ہے۔ریاست افراد کی انفرادی،اجتماعی،مادی اورروحانی زندگی کے ہر پہلو کی بہتری وبہبود کے لئے کوشاں ہوتی ہے۔لیکن ریاست کے دائرہ کار کی وسعت کے باوجود افراد کواس بات کو پوری پوری آزادی حاصل ہوتی ہے۔اوردیگر تمام سیاسی ومعاشرتی حقوق بھی حاصل ہوتے ہیں۔

(8) زکواۃ کا نظام:۔ اسلام میں ٹیکس کے متبادل ایک بہتر نظام پیش کیا گیا ہے جس میں کسی شخص کی ایسی آمدنی جواس نے پورا سال استعمال نہ کی ہو یا اس کے پاس اسکی ضروریات سے وافر جمع رہی ہو اسکا 2.5 فیصد دینے کا پابند ہے۔اسطرح غریبوں مسکینوں کی امداد کا بندوبست فرمایا۔

(9) عشر کا نظام:۔ زمین اللہ تعالیٰ کی دین ہے اوراسکی فصل بھی اسکی مہربانی کا نتیجہ ہے اسکی فصل پر عشر کا نظام قائم ہے۔

(10) اڑوس پڑوس اوررشتہ داروں کے حقوق:۔ حدیث شریف ہے کہ اگر کسی شخص کو پڑوسی اگر بھوکا ہوتو اس پر پیٹ بھر کر کھانا حرام ہے۔لہٰذا اسلام نے افلاس کی بیخ کنی کیلئے عادلانہ معاشی نظام دیا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

سوال نمبر 25:۔لگان کی تعریف کیجیے۔نیز ریکارڈو کا نظریہ لگان کی وضاحت کیجیے۔نیز اس نظریہ کے مفروضات بیان کیجیے۔

جواب۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

لگان: معاشیات میں لگان سے مراد وہ معاوضے کی رقم ہے جو ایک کاشتکار زمین کے استعمال کے بدلے زمیندار کو مقررہ مدت کے بعد ادا کرتے ہیں یا عمل پیدائش میں زمین کو ایک حاصل پیدائش کی حیثیت سے استعمال کرنے پر جو معاوضہ زمین کے مالک کو ادا یا جاتا ہے وہ لگان ہے۔

ا) ریکارڈو کا نظریہ لگان: ڈیوڈ ریکارڈو نے 1817ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "محاصل اور معاشیات کے اصول" اس کتاب میں انہوں نے اپنا نظریہ پیش کیا ہے جو یہ ہے۔ "لگان زمین کی پیداوار کا وہ حصہ ہے جو ایک کاشتکار زمین کے مالک کو زمین کی ازلی اور لافانی قوتوں کے استعمال پر ادا کرتا ہے۔"

چونکہ زمین کے مختلف ٹکڑے زرخیزی اورمحل وقوع کی بناء پر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لہذا یکساں مصارف پیدائش کے باوجود ان کی پیداوار اورایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے پیداوار کے اس فرق کو جو ایک بڑھیا قسم کی زمین اورگھٹیا قسم کی زمین کے درمیان پایا جاتا ہے۔لگان کہتے ہیں۔

ریکارڈو کے نظریہ لگان کے روسے زمین ایک قدرتی عطیہ ہے جس کی رسد معین ہے زمین کے مختلف ٹکڑے ذرخیزی کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں کوئی قطعہ زمین زیادہ زرخیز ہوتا ہے اورکوئی کم۔اگران میں محنت اورسرمائے کی یکساں اکائیاں لگائی جائیں تو ظاہر ہے کہ زیادہ زرخیز زمین زیادہ پیداوار دیتی ہے اورکم زرخیز کم۔اس طرح ایک بڑھیا زمین،گھٹیا زمین کے مقابلے میں جس قدر زیادہ پیداوار دیتی ہے وہ اس زمین کا لگان ہوتا ہے ریکارڈو کے خیال میں اگر ایک گھٹیا زمین اپنی پیداوار سے محض اپنے مصارف پیدائش ہی پورے کرتی ہوتو وہ مختتم زمین یا بے لگان زمین ہوتی ہے اس طرح مختلف زمین مختتم زمین کے مقابلے میں جس قدر زیادہ پیداوار دیتی ہیں وہی ان کا لگان ہوتا ہے۔

مختلف قسم کی زمینوں پر محنت اورسرمائے کی یکساں اکائیاں لگانے سے مصارف پیدائش میں یکساں رہتے ہیں لہذا جب صرف A زمین کو کاشت کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار زیادہ ہونے سے گندم کی قیمت کم ہوتی ہے اس کے بعد B زمین کو کاشت کرنے سے گندم کی قیمت بڑھ جاتی ہے اتنے ہی مصارف پر پیداوار کم ہوجاتی ہے۔اس طرح C اور D زمین کی پیداوار گرنے سے گندم کی قیمت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔پس کسی شے کی قیمت ہمیشہ مختتم زمین کی پیداوار اوراس کے مصارف پیدائش کی نسبت سے طے پاتی ہے۔فرض کیا چار قسم کی زمین A,B,C,D کے ایک ایک ایکڑ پر محنت اورسرمائے کی ایک ایک اکائی لگائی جاتی ہے اورفی اکائی خرچ 400 روپے ہے۔D زمین مختتم یا بے لگان زمین ہے یہ زمین 20 ٹن گندم پیدا کرتی ہے جس کی کل قیمت فروخت مصارف پیدائش کے برابر ہے لہذا گندم کی فی ٹن قیمت 20 روپے ہو گی کیونکہ اس طرح کاشت کاروں کی کل وصولی یعنی کل قیمت فروخت 400 روپے بنتی ہے جبکہ ان کے مصارف پیدائش بھی 400 روپے ہیں اس کے مطابق A B اور C زمینوں کی پیداوار اورلگان یہ ہوگا۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ، بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں، ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

فی ایکڑ گندم کی پیداوار:

زمین D	زمین C	زمین B	زمین A
20 ٹن	25 ٹن	30 ٹن	35 ٹن

پیداوار کے اس گوشوارے سے لگان کی پیمائش درج ذیل ہے۔

A زمین کا لگان = 35 x 20 = 700 روپے منفی 400 = 300 روپے

زمین (یعنی کل قیمت فروخت - کل مصارف = لگان)

B زمین کا لگان = 30 x 20 = 600 روپے منفی 400 = 200 روپے

Cزمین کا لگان = 25 x 20 = 500 روپے منفی 400 = 100 روپے

Dزمین کا لگان = 20 x 20 = 400 روپے منفی 400 = صفر روپے

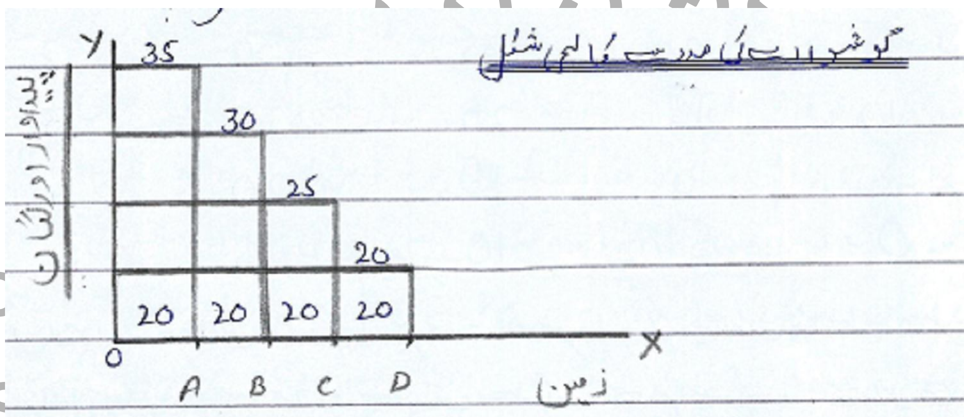

اس شکل کے مطابق مختتم زمین، یعنی زمین کی پیداوار 20 ٹن ہے جس کے مقابلہ میں زیادہ زرخیز زمینوں ABCD اور ان کی پیداوار بالترتیب 25,30,35 ٹن اور 20 ہے اس طرح ان زمینوں کا لگان درج ذیل ہے۔

Aزمین کا لگان = 35 منفی 20 = 05 ٹن گندم x 20 روپے قیمت فی ٹن=300 روپے

Bزمین کا لگان = 30 منفی 20 = 10 ٹن گندم x 20 روپے قیمت فی ٹن=200 روپے

Cزمین کا لگان = 25 منفی 20 = 05 ٹن گندم x 20 روپے قیمت فی ٹن=100 روپے

Dزمین کا لگان = 20 منفی 20 = صفر ٹن گندم x 20 روپے قیمت فی ٹن=صفر روپے

ریکارڈو اپنے نظریہ لگان میں فرض کرتے ہیں کہ زراعت میں قانون تقلیل حاصل کا نفاذ ہوتا ہے اس لئے اگر زمین کے کسی ایک ٹکڑے پر محنت اور سرمائے کی ایک سے زیادہ اکائیاں لگائی جائیں تو ہر اگلی اکائی کی پیداوار یعنی مختتم پیداوار کم ہو جاتی ہے چونکہ مصارف پیدائش ہمیشہ مختتم پیداوار کے برابر ہوتے ہیں اس لئے اگر کسی زمین کی کل پیداوار سے تمام اکائیوں کے کل مصارف نکال دیئے جائیں تو اس زمین کا لگان معلوم ہو جاتا ہے اس بات کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل گوشوارہ ملاحظہ فرمائیں۔

فی ایکڑ گندم کی پیداوار:

زمین D	زمین C	زمین B	زمین A	محنت اور سرمائے کی اکائیں
20	25	30	35	**1**
15	20	25	30	**2**
10	15	20	25	**3**
05	10	15	20	**4**
0	05	10	15	**5**

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اس گوشوارے کے مطابق D زمین پر محنت اور سرمائے کی ایک اکائی لگانے سے 20 ٹن گندم حاصل ہوتی ہے جسے 20 روپے فی ٹن کے حساب سے فروخت کیا جاتا ہے اس طرح کل وصولی (یعنی 400 روپے) کل مصارف (400 روپے) کے برابر ہے لہذا D زمین مختتم زمین یا بے لگان زمین ہے۔ چونکہ مختتم زمین کی مختتم پیداوار 20 ٹن ہے اس لئے اسے دوسری زمینوں کی مختتم پیداوار کے برابر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کی زائد پیداوار معلوم ہو جائے جسے لگان کہتے ہیں اس طریقہ سے مختلف زمینوں کی پیداوار لگان یہ ہے۔

A زمین پر محنت اور سرمائے کی چار اکائیاں استعمال کرنے پر کل پیداوار 35+30+25+20 = 110 ٹن گندم

A زمین کے کل مصارف پیدائش = 4x20 = 80 ٹن گندم

A زمین کا لگان = 110 منفی 80 = 30 ٹن گندم

اسی طرح B زمین کا لگان = (20+25+30) منفی (3x20) یعنی 75 منفی 60 = 15 ٹن گندم

C زمین کا لگان = (20+25) منفی (2x20) یعنی 20 منفی 20 = صفر

کیونکہ گندم کی قیمت 20 روپے فی ٹن ہے اس لئے روپوں میں مختلف زمینوں کا لگان یہ ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

A زمین کا لگان	=	20 x 30	=	600 روپے
B زمین کا لگان	=	20 x 15	=	300 روپے
C زمین کا لگان	=	20 x 05	=	100 روپے
D زمین کا لگان	=	20 x 0	=	صفر روپے

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

ریکارڈو اپنے نظریہ لگان کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ کاشت کاروں کے مابین مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے۔ اس طرح مختتم زمین کے مصارف پیدائش سے پیداوار کی جو قیمت مقرر ہوتی ہے وہ یکساں رہتی ہے چونکہ مختلف زمینوں پر لگائی جانے والی ہر ایک اکائی کے مصارف یکساں ہیں اس لئے جب صرف A زمین کاشت ہوتی ہے تو اسے بے لگان زمین کہتے ہیں یعنی اس کی پیداوار سے حاصل ہونے والی کل وصولی اس کے کل مصارف کے برابر ہوتی ہے جس سے اوسط وصولی بھی اوسط مصارف کے برابر ہوتی ہے، پیداوار کی قیمت بڑھتی جاتی ہے اس سے اوسط وصولی اور اوسط مسارف کا درمیان فاصلہ بھی بڑھتا رہتا ہے جو بڑھتے ہوئے لگان کی نشان دہی کرتا ہے اس طرح اگر مکمل مقابلہ کے تحت زمینوں کے مصارف اور وصولیوں کی پیائش کی جائے تو ریکارڈو کے نظریے لگان کی مزید وضاحت ہوسکتی ہے۔

لہذا۔

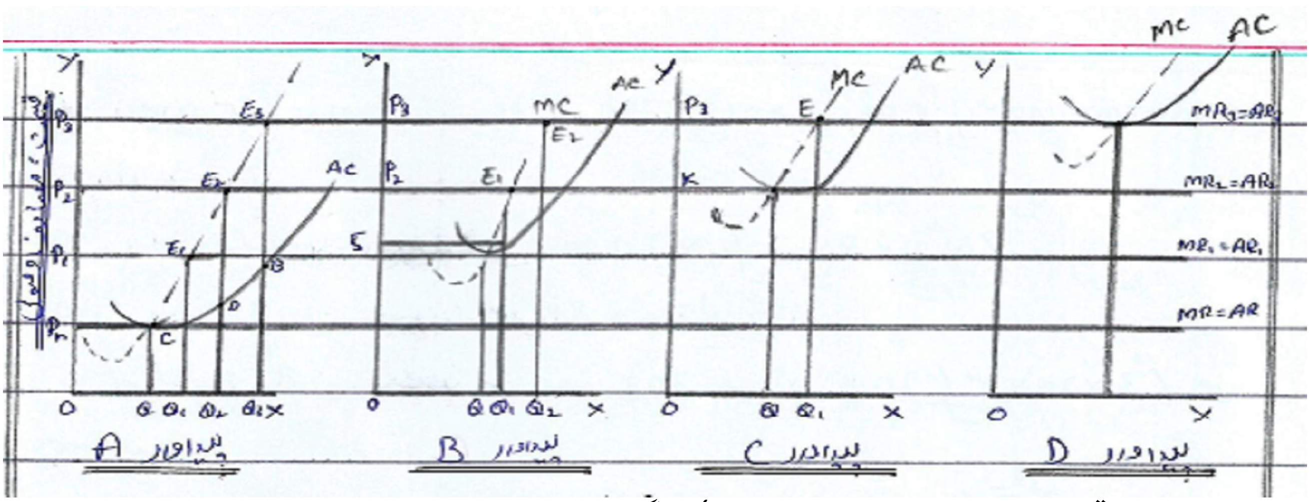

ان ڈائیگراموں میں چار مختلف قسم کی زمینوں کی پیداوار اور قیمت اور لگان کی پیائش کی گئی ہے۔ سب سے پہلے A زمین نقطہ توازن E پر گندم کی قیمت OP ہے اور پیداوار OQ۔ پیداوار کی اس مقدار پر یہ زمین لگان نہیں دیتی کیونکہ اس کی اوسط وصولی اور اوسط مصارف کے برابر ہے جب B زمین نہیں کاشت کی جاتی ہے تو گندم کی قیمت بڑھ کر OS ہو جاتی ہے۔ اس قیمت پر B زمین مختتم زمین بن جاتی ہے کیونکہ یہاں کی اوسط وصولی، اوسط مصارف کے برابر ہے البتہ زمین A لگان دینے لگتی ہے کیونکہ اب A زمین کی اوسط وصولی OP ہے جبکہ اس کے اوسط مصارف ON ہیں اس طرح A زمین کا لگان P'NAE رقبہ کے برابر ہے اس کے بعد جب C زمین زیر کاشت لائی جاتی ہے تو پیداوار کی قیمت بڑھ کر OP ہو جاتی ہے جس سے محض اس سے اوسط مصارف پورے ہوتے ہیں کیونکہ اب B زمین کی اوسط وصولی اس کے اوسط

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مصارف سے زیادہ ہے اس طرح B زمین کا لگان P2STE ہے قیمت پر زمین کے لگان میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہ اضافہ 3dd کے برابر ہے اس طرح جب زمین کاشت کی جاتی ہے تو وہ بے لگان زمین ہوتی ہے۔ اور گندم کی قیمت مزید بڑھ کر OP3 ہوجاتی ہے اب C زمین لگان دیتی ہے جو P3KLE کے برابر ہے اس قیمت پر A اور B زمین کے لگان میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے جسے اوپر کی اشکال میں ظاہر کیا گیا ہے۔

مفروضات:

ا) کاشت کار یہ بات جانتے ہیں کہ کونسی زمین زیادہ زرخیز ہے اور کون سی کم، لہذا وہ زیادہ زرخیز زمین کو پہلے کاشت کرتے ہیں اور نسبتاً کم زرخیز زمین کو بعد میں۔

۲) محنت اور سرمائے کی اکائیاں کارکردگی کے لحاظ سے یکساں ہیں اور ان کے معاوضے بھی ایک دوسرے کے برابر ہیں۔

۳) زراعت میں قانون تقلیل حاصل کا نفاذ ہوتا ہے جس کے تحت محنت اور سرمائے کی ہر اگلی اکائی کی پیداوار کم ہوجاتی ہے۔

۴) کاشت کاروں کے درمیان مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے۔ جس کے تحت مختتم زمین کی پیداوار کی کل قیمت فروخت (کل وصولی) پیداوار کے کل مصارف کے برابر ہوتی ہے یعنی اوسط وصولی اوسط مصارف کے برابر ہوتی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

سوال نمبر 26:۔ زکوۃ وعشر کا مفہوم بیان کریں۔ نیز نصاب زکوۃ اور مصارف زکوۃ پر ایک نوٹ تحریر کریں۔

زکوۃ کا مفہوم: ''زکوۃ کا لغوی معنی پاکیزگی ہے لیکن اسلامی اصطلاح میں زکوۃ سے مراد وہ مالی ادائیگی ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان کو خدا اور بندوں کا حق ادا کرنے کیلئے کرنی پڑتی ہے۔''

عشر کا مفہوم: ''عشر کا لغوی معنی دسواں حصہ ہے لیکن اصلاح شرعی میں اس سے مراد زمین کی پیداوار کا وہ دسواں حصہ ہے جو مالکِ زمین کو لازماً خدا کی راہ میں نکالنا پڑتا ہے۔ یہ دراصل زرعی پیداوار کی زکوۃ ہے۔''

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

نصابِ زکوۃ:

ا۔ سونا، چاندی اور نقد مال: سونے، چاندی اور نقد روپے کی صورت میں زکوۃ کا نصاب بالترتیب ساڑھے سات تولہ، ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے برابر نقد روپیہ ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی مالیت کے برابر نقد روپیہ ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔ اس صورت میں زکوۃ کی شرح $2\frac{1}{2}$ فیصد سالانہ ہے۔

۲۔ زرعی پیداوار: وہ زمین جو بارش یا قدرتی چشموں سے سیراب ہو، اس کی پیداوار میں سے دسواں حصہ (عشر) وصول کیا جاتا ہے اور جو زمین کنوؤں، نہروں اور مصنوعی آب پاشی کے ذریعے سیراب ہو، اس کی پیداوار میں سے بیسواں حصہ (نصف عشر) وصول کیا جاتا ہے۔

۳۔ معدنیات اور دفینے: وہ تمام چیزیں جو زمین کے بطن سے نکلتی ہیں، خواہ وہ دھات کی قسم سے ہوں یا مائعات (پٹرول وغیرہ) کی قسم سے ہوں یا جامد اشیاء مثلاً گندھک وغیرہ کی قسم سے ہوں، ان سب پر اڑھائی فیصد سالانہ کے حساب سے زکوۃ عائد ہوگی جبکہ ان کی قیمت بقدر نصاب ہو اور جبکہ وہ نجی ملکیت میں ہوں۔ برآمد شدہ دفینوں پر زکوۃ کی شرح 20% ہے۔

۴۔ مویشی: بھیڑ، بکری کی صورت میں 40 سے 120 تک کی تعداد میں ایک بھیڑ یا بکری اور 121 سے 200 تک دو اور 201 سے 300 تک تین بھیڑیں یا بکریاں زکوۃ میں لی جاتی ہے۔ گائے کی صورت میں 30 گایوں پر ایک سال کا بچھڑا اور 40 گایوں پر 2 سال کی ایک گائے بطور زکوۃ لی جاتی ہے۔ مرغیاں اور دوسرے جانور اگر شوقیہ پالے جائیں تو ان پر زکوۃ نہ ہوگی لیکن اگر تجارت کیلئے پالے جائیں تو ان پر تجارتی زکوۃ عائد ہوگی یعنی ان کی کل قیمت کا اڑھائی فیصد۔

۵۔ اموال تجارت: تمام اموال تجارت پر اڑھائی فیصد سالانہ کی شرح سے زکوۃ عائد ہوتی ہے لیکن کارخانوں کی مشینوں، آلات پیدائش، کارخانوں کی عمارت اور فرنیچر اور اسٹیشنری پر زکوۃ عائد نہیں ہوتی۔ صرف اسی مال کی قیمت پر زکوۃ عائد ہوگی جو سال کے آخر میں کارخانوں یا تاجروں کے پاس خام، تیار شکل میں موجود ہوگا۔

زکوۃ کے بارے میں یہ اصول یاد رکھنا چاہیے کہ معدنیات، دفینوں اور زرعی پیداوار کے سوا تمام صورتوں میں زکوۃ کے واجب ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قدر نصاب یا اس سے زائد مال پر ایک سال گزر جائے۔

مصارفِ زکوۃ: ''صدقات تو مخصوص ہیں، فقرا کیلئے اور مساکین کیلئے اور ان لوگوں کیلئے جو صدقات کی وصولی اور تقسیم کا کام کریں اور ان کیلئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز وہ صرف ہونے چاہئیں غلاموں کی گردنیں چھڑانے میں، قرض داروں کی مدد میں، اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی خبر گیری میں۔''

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، الفا، اساتذہ کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۱۔ **فقراء:** فقیر سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی ضرورت سے کم معاش پانے کی وجہ سے دوسروں کی مدد کا محتاج ہو۔ یہ لفظ تمام حاجت مندوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، خواہ وہ بڑھاپے یا کسی بھی جسمانی نقص کی وجہ سے مستقل طور پر امداد کے محتاج ہو گئے ہوں یا کسی عارضی سبب سے مدد کے محتاج ہو گئے ہوں جیسے یتیم بچے، بیوہ عورتیں وغیرہ۔

۲۔ **مساکین:** مسکین وہ شخص ہے جو نہ اپنی حاجت بھر مال پاتا ہے نہ پہچانا جاتا ہے کہ لوگ اس کی مدد کریں۔ نہ کھڑے ہو کر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ گویا مسکین وہ ہے جو روزی کمانے کی کوشش تو کرتا ہے لیکن اپنی ضرورت کے مطابق روزی حاصل نہیں کر پاتا۔

۳۔ **عاملین زکوٰۃ:** اس سے مراد وہ افراد ہیں جنہیں زکوٰۃ وصول کرنے، تقسیم کرنے اور اس کا حساب کتاب رکھنے پر مامور کیا جاتا ہے۔

۴۔ **مولفۃ القلوب** اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اسلام اور اسلامی حکومت کے مفاد کی مخالفت سے روکنا یا اس کے مفاد کی خدمت پر آمادہ کرنا مقصود ہو اور اس غرض کیلئے مال دے کر ان کی تالیف قلب کرنے کے سوا چارہ نہ ہو۔ نو مسلموں کی مالی مدد کر کے اضطراب کو رفع کرنا اور ان کے دل کو مطمئن کرنا بھی اس زمرے میں داخل ہے۔

۵۔ **غلاموں کی آزادی:** لوگوں کو قید غلامی سے چھڑا کر آزادی کی نعمت سے ہمکنار کرنے کیلئے بھی زکوٰۃ خرچ کی جا سکتی ہے۔

۶۔ **مقروض:** زکوٰۃ ایسے قرضہ داروں کے قرض ادا کرنے کیلئے بھی استعمال کی جا سکتی ہے جو اپنے قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، خواہ وہ بار وزگار ہوں یا روزی کمانے میں لگے ہوئے ہوں۔

کاشان اکیڈمی

۷۔ **مسافر:** مسافر اپنے گھر پر خواہ مال دار ہو اور زکوٰۃ دینے کا اہل ہو لیکن حالت سفر میں اگر کسی سبب سے مدد کا محتاج ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ کا مال صرف کیا جا سکتا ہے۔

0334-5504551

۸۔ **فی سبیل اللہ:** اللہ کی راہ سے مراد جہاد ہے، یعنی خدا کے دین کو قائم کرنا، اس کی تبلیغ و اشاعت اور اسلامی ریاست کے دفاع کیلئے اموال زکوٰۃ کو خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کی غرض سے نکلنے والا مجاہد خواہ اپنی ضروریات کی حد تک مالدار بھی ہو، تب بھی اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جہاد کی تیاری اور سفر وغیرہ کے اخراجات اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ کوئی آدمی اپنے ذاتی مال سے انہیں پورا نہیں کر سکتا۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک ،ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز والوں سے لیکر پی ایچ ڈی کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔